جلد ۴ | ۲۰/۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء | شنبہ | مطابق ۲۵/۲۸ ربیع الاول ۱۳۳۵ ہجری | نمبر ۵۷-۵۸

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ابھی تک ناساز ہی ہے۔ بس صنوبہ کے سر میں دائیں طرف زیادہ درد ہے۔ احباب کی صحت کے لئے دعا فرمادیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے خاندانوں میں خیریت ہے۔

ہفتہ مختتمہ میں احباب ذیل قادیان میں تشریف لائے۔ میاں شمس الدین صاحب لودھیانہ۔ میاں غلام قادر صاحب تاجر کلکتہ۔ میاں نظام الدین صاحب فیروز والہ۔ میاں خدا بخش صاحب ادرانا۔ میاں نھتو دبیروال۔ میاں علی محمد صاحب طالب علم منگلور۔

اخبار احمدیہ

سکرٹری انجمن احمدیہ کولمبو کا خط

پیارے بھائی! میں افسوس سے اطلاع دیتا ہوں کہ برادر محمد بی۔ ڈبلیو لائی کی بہن کا ۱۰ دسمبر کی صبح کو بروز اتوار انتقال ہوگیا۔ وہ کئی ہفتوں سے بیمار تھی۔ اور پھر اسے انترک بخار ہوگیا۔ وہ ۱۷ سال کی اوائل عمر میں وفات پاگئی بھائی! ہمارے مخالفین کے لئے ہمیں زک دینے کا یہ ایک نادر موقعہ تھا۔ کیونکہ جب برائے نام مسلم کہلانے والوں نے دیکھا کہ احمدیوں کو احمدیت سے پھیرنے کی دھمکیاں کارگر نہیں ہوئیں۔ اور وہ ثابت قدم رہے ہیں تو انہوں نے چاہا کہ قبرستان کے معاملہ میں ہمیں ذلیل کریں۔ ہم نے اپنے آپ کو ان کے پھندے سے بچایا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ ہم کامیاب ہوئے۔ انہوں نے ہمیں دھمکی دی۔ کہ وہ ہمیں میت کے اٹھانے کا صندوق نہیں دینگے۔ پس ہم نے پہلے سے اپنے لئے علیحدہ صندوق کا انتظام کرلیا۔ اور ۴۰ روپے خرچ کرکے ایک صندوق بنالیا۔ ملا لوگ بڑے فسادی ہیں یہ دنیا پر ظاہر کر رہے ہیں کہ احمدیوں کا ایک علیحدہ گھر ہے۔ اور یہ کہ ہم روزانہ پانچ نمازیں ادا نہیں کرتے۔ وغیرہ وغیرہ۔ کل کی نماز جنازہ کی ادائگی ملاؤں کے شایع شدہ جھوٹے بیانات کی تردید کا ظاہرہ نشان تھا۔ جنازہ نماز میں صرف احمدی ہی شریک ہوئے۔ غیر احمدی لوگ کھڑے دیکھتے رہے۔ اور ہماری راہنمائی کے لئے ایک مولوی کا آنا جلد تر نہایت ضروری ہے۔ جب تک کوئی مولوی یہاں نہ ہوں۔ اسوقت تک ہم خطر میں ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ایک آدمی امام ہوسکتا ہے لیکن باہر سے آدمی کا آنا مفید ہوگا۔ بارے میں بہت سی بھیڑیں ہیں۔ مگر گڈریا کوئی نہیں۔ اب یہ وقت ہے کہ آپ اللہ تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ وہ فرشتوں کو

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

ہماری راہنمائی کے لئے بھیجے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے کیا ہے۔ اور جو کچھ ہم سے ہو سکتا ہے کرنے کی کوشش کرینگے۔

ہم ایک غریب جماعت ہیں جن کی زندگی معمولی مزدوروں جیسی ہے۔ باوجود اس غربت کے ہم نے ایک مکان کرایہ پر لیا ہے۔ جس کو ہم بطور مسجد استعمال کر رہے ہیں۔ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا رحم اور برکتیں ہم پر نازل فرماوے حضرت اقدس کے حضور ہماری اطاعت و وفاداری کا اظہار کریں۔ اور دعا کے لئے عرض کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیاب کرے اور کوئی تکلیف ہماری ترقی میں روک نہ ہو۔

چھپنے نئے اخبار کے لئے نمونوں کا آرڈر دیدیا ہے ہم اس کا نام "دی مسیح ( )" رکھتے ہیں۔

ماریشس کا خط

صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہم ۱۷ دسمبر کو سینٹ پیر میں پندرہ احمدی گئے۔ وہاں دعوت تھی۔ دشمن نے اپنے ملازم یوسف سابق عیسائی کو شہر میں بھیجا۔ اور کہا کہ مولوی قادیانی آنے والا ہے۔ شہر کے سیٹھوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے مولوی اور امام مسجد اور عالموں کو لیکر آویں۔ اور نیک نیتی کے ساتھ قرآن و حدیث سے فیصلہ کریں کہ آیا مولوی قادیانی سچ کہتا ہے یا غلط۔ اس کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیں۔ شہر کے لوگوں نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ پھر کبھی آنے کی کوشش کرینگے۔ اور لوگوں کو منع کر دیا۔ کہ اس مولوی قادیانی سے بات بھی نہ کرو۔ اور جو کوئی بات کریگا۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کر دے گا۔ مگر خدا کے فضل کے ساتھ ہم وہاں گئے۔ اور سورہ یٰسین کا پہلا رکوع ڈیڑھ گھنٹہ سنایا۔ اور وعظ سے پہلے ان کے سامنے اپنے عقائد پیش کئے۔ اور ان کو بتایا کہ کونسا ہمارا عقیدہ قرآن و حدیث کے برخلاف ہے۔ اس کے بعد نماز ظہر پڑھی گئی۔ اور اس کے بعد دجال کا مطلب کھول کر بتایا گیا۔ یوسف سابق عیسائی سے مطالبہ کیا گیا کہ جو تم نے وعدہ کیا تھا کہ مشکوٰۃ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث دکھاؤں گا جس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ وہ ٹھہر گیا تھا۔ مگر وہاں سے کتاب نہیں ملی۔ اس لئے ابھی دکھا نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں دس بارہ گھر بالکل ہمارے لئے تیار ہیں۔ اور انہیں سے ایک شخص اخبار کا بھی پڑھنے کے لئے قادیان بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جتنے لوگ آئے تھے کئی سوالات کے جوابات دئے گئے۔ ایک عیسائی نے مرقس اور یوحنا کی درس پیش کرکے پوچھا کہ مسیح صلیب پر مرا اور زندہ ہوکر آسمان پر چڑھ گیا۔ اور خدا کے دائیں ہاتھ پر بیٹھا ہے۔ میں نے ثابت کیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ بلکہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ اور ایک سو بیس برس کی عمر میں مرا۔ اور محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں مدفون ہے۔ حضار مجلس پر بہت ہی اچھا اثر ہوا۔

دعائے صحت

میاں نبی بخش صاحب احمدی پنشنر ڈرافٹسمین قصور کے لڑکے کی بیوی سخت بیمار ہیں۔ احباب انکی صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔

انجمن ترقی اسلام کی تبلیغی کوششیں

ملک نائیجیریا سے ایک اور خط بنام ماسٹر عبد الرحیم صاحب

۱۲۔ آدمی حضرت فضل عمر کی بیعت میں

میرے پیارے بھائی! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ آپ کا مرقومہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۶ء کا لطیف اور نہایت دلپسند خط ملا۔ اور حالات مندرجہ کے مطالعہ سے تسلی ہوئی۔ دوسری کشتی کے آنے پر مجھے قرآن شریف کی دس جلدیں ملیں۔ اس کے پندرہ دن بعد "اسلام اور دیگر مذاہب" کی بیس جلدیں آپ کی بھیجی ہوئی پہنچیں لیکن انگریزی لیکچر جلسہ اعظم مذاہب تاحال مجھے نہیں پہنچا۔ یہ معلوم کرکے آپ نہایت ہی خوش ہونگے۔ کہ میری امید کے برخلاف آپ کی بھیجی ہوئی قرآن شریف کی جلدیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گئیں۔ آپکو اس خط کے ساتھ ہی بارہ جلدوں کی قیمت دو پونڈ دو شلنگ ملینگے۔ دوسرا بارہ بھیجتے ہوئے اگر وہ تیار ہو گیا ہو تو اس کی چار درجن جلدوں کے ساتھ ایک درجن جلد پہلے پارے کی بھی بھیجدیں۔ اس بڑھتی ہوئی دلچسپی کو مدنظر رکھ کر جو دنیا کے اس حصے کے بعض عیسائی دوستوں کو اندنوں اسلام سے ہو رہی ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر ایسے پمفلٹ جیسے "اسلام اور دیگر مذاہب" وغیرہ کبھی کبھی مفت تقسیم ہونے کے لئے بھیجے جاویں تو ہمارے پاک مذہب کی اشاعت کو اس سے بہت مدد پہونچیگی۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل مضامین جو ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہو چکے ہیں۔ علیحدہ رسالوں کی صورت میں شائع کئے جاویں۔ اور تقریباً سو جلدیں نائجیریا میں مفت تقسیم کرنے کے لئے مجھے بھیجی جاویں۔

(۱) احمدی جماعت اور انبیاء میں احمد کی حیثیت (۲) ہمہ اوست کا مذہب (۳) کامل مذہب (۴) اسلام اور مغرب میں روحانی بیداری (۵) مابعد الموت انسانی حالت (۶) بائبل میں نبی کریمؐ (۷) ہر ایک مسلم میں مذہب کی انفرادی طور پر ترقی (۸) مطول جونز کے مضمون "اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ" کی تردید (۹) عیسائی عبادت کا طریق (۱۰) اسلامی عبادت کا طریق (۱۱) مذہب اور سائنس کا مقابلہ (۱۲) اسلام اور تثلیث کا مقابلہ (۱۳) اللہ تعالیٰ کی نسبت قرآن کی تعلیم اور اسلام کی عملی تعلیم (۱۴) حقیقی مذہب کی شناخت (۱۵) حضرت مسیح موعود کی تصنیفات پر ایک نظر۔

اگر ان میں بعض چھپ چکی ہوں تو میں انکو حاصل کرکے بہت خوش ہونگا۔ اگر ہو سکے۔ تو ایک درجن جلدیں ریویو آف ریلیجنز کی بھی فروخت کرنے کے لئے ماہوار بھیجا کریں۔ لیکن یہ خیال کرکے کہ سال بھر میں یہاں بھی چار یا پانچ یا زیادہ جلدیں ریویو آف ریلیجنز کی نہیں بکتی یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ جو کچھ مجھے بھیجنا ہو۔ خواہ کتاب ہو یا پمفلٹ وغیرہ۔ پہلے احمدی مشن انگلینڈ کو بھیجا جاوے اور وہ مجھے بھیجینگے یا یہ انتظام کیا جاوے۔ کہ جو کتاب بغرض فروخت کے درکار ہو۔ میں براہ راست ان سے منگوا لیا کروں۔ اب جناب میں آپ کے خط کے اس حصہ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جہاں مجھ سے دریافت کیا ہے کہ احمدیت کا اعلان کرنے میں کیوں ابتک خاموشی سے کام لیا ہے۔ سو اس کی بابت یہ عرض ہے کہ احمدیت کا اعلان کرنے سے قبل میں پورے طور پر اطمینان کر لینا چاہتا تھا کہ مبادا مجھے بعد میں اس سلسلہ میں شامل ہونے پر بعد ہو کوئی افسوس ملنا پڑے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میرا پہلا خط آپکے پاس ہوگا جس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں نے کونسی راہ اختیار کی (آپ خدا کے فضل سے اپنی احمدیت کا اعلان کر چکے۔ اور اب وہ احمدی سلسلہ میں۔ مترجم خط) ترجمے کی بابت یہ عرض ہے کہ اس نے میری قوت تصور کو حقیر کر دیا ہے۔ میں قاصر ہوں کہ الفاظ میں اپنے اندرونی محسوسات اور اس لاثانی تحفے کی قیمت کے اندازے کو ظاہر کر سکوں۔ یا مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ انسان کی اخلاقی۔ مذہبی۔ سوشل۔ دماغی اور جسمانی ترقی کے حاصل کرنے کے لئے یہی حقیقی اور خالص تعلیم کو ظاہر کرتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جو اللہ تعالیٰ تک راہنمائی کرتی ہے

... سے شرف اختتام کی خواہش کرتا ہوا ختم کرتا ہوں۔ میں ہوں آپ کا بھائی محمد عبد الاول۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - مورخہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۶ء

ووکنگ مشن کا سب سے پہلا پھل
لارڈ ہیڈلے کا اسلام

مکار چالباز اور طمع ساز انسان کے لئے وہ گھڑی کیسی ہی دکھ اور تکلیف دینے اور سخت شرمندگی پہنچانے والی ہوتی ہے جبکہ اسکی طمع سازی کا پول کھلتا اور دنیا پر اسکی اصل حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

اسوقت ہمارے سامنے اسی قسم کے ایک بدقسمت انسان کی شکل پھر رہی ہے جو اپنی چالبازی سے کئی ایک لوگوں کو دھوکہ میں ڈالکر اپنا الو سیدھا کرتا رہا اور دھوکہ اور فریب و مکر ریائی کا پہاڑ دکھا کے خوب تحسین وصول کر رہا تھا خدا تعالیٰ نے اسے بہت مہلت دی اسکے افعال سے چشم پوشی فرمائی اسلئے اپنی اصلاح کا موقعہ دیا لیکن افسوس اور ہزار افسوس کہ اسنے کچھ فائدہ نہ اٹھایا بلکہ دن بدن اپنے عجب اور ریاکاری میں بڑھتا گیا اور اپنی دھوکہ دہی اور طمع سازی کو اور زیادہ چمکاتا گیا حتی کہ وہ وقت آ گیا کہ دنیا اس کی اصلیت سے واقف ہو جائے۔

ووکنگ مشن کے بانی خواجہ کمال الدین صاحب کے حالات اور واقعات کی نسبت ہمارے ناظرین کرام کافی واقفیت رکھتے ہیں اسلئے اسوقت ان کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں البتہ ایک واقعہ کی یاد دلانا ضروری ہے اور وہ یہ کہ ہمارے احباب کو وہ وقت خوب یاد ہوگا جبکہ خواجہ صاحب نے عزم ولایت کرتے ہوئے رخت سفر باندھے تھے اور ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلتے ہوئے لنڈن روانہ ہو گئے تھے ہم اس بات کو آج سے چند ہی ماہ پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں لیکن اب اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حقیقت شناس اور دور بین نگاہیں اسوقت بھی معلوم کر چکی تھیں کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی کیونکہ جب اس کی بنیاد ہی دھوکہ اور فریب کے خمیر شدہ زمین پر رکھی گئی ہو تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ یہ جڑھ پکڑ کر بڑھ سکے۔

لیکن جیسا کہ قاعدہ ہے کہ ایک ملمع شدہ چیز اپنی ابتدائی چمک دمک میں اصل سے بھی بڑھکر نظر آتی ہے گو تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسکی اصل حقیقت ہویدا ہو جاتی ہے اسی طرح خواجہ صاحب کی طمع سازی اور علاوہ بریں انکی چرب زبانی سونے پر سہاگہ ثابت ہوئی اور کچھ عرصہ کے لئے اصلیت پر پردہ پڑ گیا پھر خواجہ صاحب کی خوش قسمتی سمجھئے یا بدقسمتی کیونکہ اب تو وہ بھی بدقسمتی ہی کہینگے ایک ایسا شخص جس کے نام کیساتھ "لارڈ" کا دم چھلا لگا ہوا تھا ان کے ہاتھ آ گیا اسکا ہاتھ آنا تھا کہ خواجہ صاحب نے زمین و آسمان سر پر اٹھا لیا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر لگے چیخنے اور شور مچانے کہ میں کامیاب ہو گیا۔ مجھے مراد حاصل ہو گئی یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ چونکہ یہ سب چیخ و پکار ساتوں سمندروں پار سے ساکنان ہند کے کانوں تک پہنچ رہی تھی اور ان کے پاس کوئی اور ذریعہ اسکی تصدیق کرنے کا نہ تھا اسلئے حسن ظنی سے کام لیکر سمجھ لیا گیا کہ واقعہ میں کوئی لارڈ حقیقی طور پر مسلمان ہوگا اگرچہ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد انگریزی اخبارات نے اس لارڈ کے اسلام لانے کی حقیقت بتا دی تھی۔

اس موقعہ کو خواجہ صاحب نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے نہایت مناسب اور موزون سمجھکر ایسے ایسے راگ الاپنے شروع کئے کہ گویا بہت ہی بڑی کامیابی حاصل ہو گئی ہے اور اسقدر خوشی کا اظہار کیا کہ گویا اب تمام یورپ مسلمان ہو جائیگا لیکن یہ صرف الفاظ اور خالی الفاظ تھے جنمیں حقیقت اور اصلیت کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ دراصل کاہ تھا جس کو خواجہ صاحب کوہ بنا کر دکھا رہے تھے اور درحقیقت رائی کا دانہ تھا جس کا پہاڑ بنا رہے تھے۔

ہمیں ابھی تک خواجہ صاحب کا وہ فارسی قصیدہ خوب یاد ہے جو انہوں نے "ترانہ حمد بجناب احدیت مآب بر اسلام رائٹ آنریبل لارڈ ہیڈلے بالقابہ" کے عنوان سے لکھ کر بھیجا تھا۔ اور جس کے چند ایک شعر یہ ہیں:۔

من کہ سرگرداں پئے مرغان شدم
تو عطا کردی مرا یک شاہباز
لارڈ پیدا شد پئے نصرت مرا
گرچہ چوں بیچارگی نہ برم گداز
آں مجسمہ تا چہل در غور و خوض
آخرش کردی باد افشا راز

ان اشعار سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خواجہ صاحب لارڈ موصوف کو کیا سمجھتے یا دوسروں کو کیا سمجھانا چاہتے تھے پھر اسی لارڈ کو "صبح کا ستارہ" قرار دیکر لکھا گیا کہ "اسکی طرف حضرت نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث اشارہ کرتی ہے جس میں حضور نے فرمایا ہے کہ آخری ایام میں آفتاب مغرب سے نکلیگا۔ سو ان قدسی الفاظ کی سچائی ثابت کرنے کے لئے آفتاب اسلام ضرور مغرب سے طلوع کرنے کو ہے۔ بعض دھندلی روشنیاں ارہاص کا کام کر چکی ہیں اور طلوع آفتاب سے پہلے جس صبح کے ستارے کا نکلنا ضروری تھا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ستارہ اسی ماہ مبارک میں دکھائی دیا وہ ستارہ کون ہے وہ ستارہ صبح ہمارا معزز و مقتدر بھائی آنریبل "لارڈ ہیڈلے" ہے۔ (پیغام ۲۰ نومبر ۱۹۱۳ء)

پھر دنیا کو بتایا گیا کہ لارڈ صاحب کسی فوری جوش اور وقتی ولولے سے اسلام قبول نہیں کر رہے بلکہ برابر چالیس سال کی لگاتار تحقیق و تدقیق کے بعد انہوں نے اسلام کو قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے پھر خواجہ صاحب نے تو یہاں تک کہدیا کہ

"خیال کرو گذشتہ پچاس سال میں خود ہندوستان میں کہاں اس شان کا انسان مسلمان ہوا یا کس مذہب میں کوئی ایسا انسان داخل ہوا ہے یہ کوئی بڑی عظیم الشان نصرت کا فتح باب ہے"

یہ اور اسی قسم کی اور بے شمار تحریریں خواجہ صاحب کی موجود ہیں جنمیں لارڈ موصوف کی بیحد تعریف و توصیف کی گئی اسکے مسلمان ہونے کو اسلام کی صداقت کے لئے ایک دلیل ٹھہرایا گیا۔ اسکے اسلام لانے کو عظیم الشان فتح قرار دیا گیا۔ اسکے اسلام کو پیش کر کے دوسرے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے کے لئے غیرت دلائی گئی۔ اس

اسلام کا عاشق اور شیدا ہونے کو مشہور کیا گیا۔ لیکن آہ! مدتوں کے صبر اور تحمل کو خیرباد کہکر بعبہ برنج و افسوس کہنا پڑتا ہے کہ وہ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو تنا افسانہ تھا۔ کیونکہ آج خواجہ صاحب کا یہ شہباز اسلام کے لئے ننگ و عار کا موجب ہو رہا ہے اور یہ صبح کا ستارہ ظلمت نمائی کر رہا ہے۔ یہ اسلام کی صداقت کی دلیل نہیں بلکہ اسلام کو بدنام کرنیکا ذریعہ بن رہا ہے اسکے وجود سے اسلام کا نفع نہیں بلکہ نقصان۔ فائدہ نہیں بلکہ زیان ہو رہا ہے کس طرح یہ بھی سن لیجئے۔

حال ہی میں لارڈ ہیڈلے کے برخلاف ایک مقدمہ دائر ہوا۔ جس کی نسبت ہندوستان کے انگریزی اور اردو اخبارات نے ولایت کے اخبارات سے یہ حالات بہم پہنچائے ہیں۔ کہ

"۳۰ر اکتوبر کو لارڈ ہیڈلے واٹرلو سٹیشن کے باہر سیر و تفریح میں مصروف تھے کہ مے نوشی اور بدامنی کے جرم کی جوابدہی کے لئے ان کو پولیس کورٹ لنڈن میں حاضر ہونا پڑا۔ لیکن مقدمہ کی سماعت کے روز ۷ر نومبر کو وہ عدالت میں حاضر نہ ہوئے ان سے دریافت کیا گیا کہ وہ اس روز کیوں نہیں عدالت میں آئے اور کیوں انکی ضمانت ضبط نہ کیجائے؟"

ایک سپاہی نے بیان کیا کہ جب ان کو واٹرلو سٹیشن سے باہر نکالدیا گیا تو انہوں نے سڑک پر جاکر ایک عورت کے گلے میں اپنی باہیں ڈالدیں بہت سے لوگ اکٹھے ہو گئے جس وقت سپاہی نے ان کو گرفتار کیا تو ان کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی وہ لڑکھڑا کر چل رہے تھے ان کا طرز عمل ثابت کرتا تھا کہ وہ کوئی شریف آدمی نہیں۔

پولیس سارجنٹ نے کہا کہ لارڈ ہیڈلے کے طریق اور انداز گفتگو پر شراب کا اثر نمایاں طور پر نظر آتا تھا انسپکٹر ہیں نے بیان کیا کہ جب انہوں نے لارڈ موصوف کو اپنے چارج میں لیا ہے تو انہوں نے راستہ میں دو مرتبہ گرنے اور گردن ناتھ ڈاکٹر کو کاٹنے کی کوشش کی لیکن میں نے اسکو برا نہیں مانا اور خیال کیا کہ محض تفریح کے طور پر وہ ایسا کر رہے ہیں۔

جب لارڈ ہیڈلے بیان دینے کے لئے کمرۂ عدالت میں داخل ہوئے تو انہوں نے حلف لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں سلطنت کا رئیس ہوں یہی حلف میرے لئے کافی ہے میں ایک مدت تک سول انجنیئر کا کام کرتا رہا ہوں خدا کا شکر ہے کہ میں کوئی سرکاری عہدے پر نہیں ہوں۔ ۳۰ر اکتوبر کی شب کو میں بعض پیچیدہ معاملات پر غور کرتا رہا۔ اور جب ۳۱ر کی شب کو میں سٹیشن میں داخل ہوا تو نیند کا بیحد غلبہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے ۳۱ر اکتوبر کو محض اسٹاوٹ (ایک ہلکی قسم کی شراب) کی صرف دو بوتلیں اور ایک قہوہ کی پیالی پی تھی۔

وکیل نے سوال کیا کیا تم نے کسی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈالے تھے؟ "لارڈ ہیڈلے" ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو میں کسی نوجوان عورت کا بوسہ لینے کی کوشش کرتا جیسا کہ میں بارہا کر چکا ہوں نہ کہ اس بوڑھی عورت کا بوسہ لیتا۔ جیسا اس سپاہی نے بیان کیا ہے یہ تو بالکل تمسخر انگیز ہے۔

مجسٹریٹ نے لارڈ موصوف پر ۵ شلنگ جرمانہ کیا لیکن انہوں نے اپیل کا ارادہ کیا ہے۔"

یہ ہے اس لارڈ کا اسلام جسکو خواجہ صاحب نے آسمان پر چڑھا رکھا تھا غالباً اب خواجہ صاحب بھی کہتے ہونگے کہ کاش یہ شخص میرے ذریعہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہ کرتا اور اگر کرتا تو پھر اس قدر اسکی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے نہ ملاتا لیکن یہ کہنا اب کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اور دنیا نے جو رائے قائم کرنی تھی کر لی ہے۔

خدا تعالیٰ بھی کتنا ہی غیور ہے چند ہی روز کا ذکر ہے کہ خواجہ صاحب نے ایک مضمون لکھکر بھیجا تھا جو غیر مبائعین کے سالانہ جلسہ پر دسمبر کے آخری ایام میں پڑھا گیا ہے جس میں جہاں ہمارے متعلق اور بہت سی بکواس کی گئی ہے وہاں ولایت میں ہماری طرز تبلیغ اور ہمارے مبلغین کے متعلق لکھا ہے کہ "عنقریب قادیان والوں کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ جو طریق انہوں نے لنڈن میں اختیار کر رکھا ہے وہ انکو ذلیل کر کے رہیگا" لارڈ ہیڈلے کے واقعہ کی تاریخ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کے یہ الفاظ لکھنے اور ہیڈلے کے ماخوذ ہوکر جرمانہ کی سزا پانے کے ایک ہی ایام ہیں۔ یعنی ادھر خواجہ ہمارے ذلیل ہونے کے خواب دیکھ رہا تھا اور ادھر خدا تعالیٰ نے انکے ذلیل کرنے کے سامان بھی مہیا کر چکا تھا۔ کیا خواجہ صاحب کو اب بھی یقین نہیں آئے گا۔ کہ اس کا طرز تبلیغ اس کو ذلیل کرنیوالا ہے یا ہمارا ہمکو۔ اگر خواجہ صاحب ہیڈلے کو احمدیت کی تبلیغ کرتے۔ اور اسے احمدی بناتے تو کبھی یہ ذلیل کرنے والا دکھ ان کو نہ پہنچتا۔ لیکن جب وہ خود ہی احمدیت سے دور ہو چکے تھے تو اور کسی کو کیا سکھلاتے۔

اس پر اگر مسلمانان ہند غور و فکر سے کام لیں تو ان کے لئے یہ واقعہ ناصح مشفق کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس سے وہ معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ جب خواجہ صاحب کا کیا ہوا مسلمان اتنا بڑا مشہور و معروف انسان جس کے مسلمان ہونے پر اسکی شان میں خواجہ صاحب نے قصیدہ پڑھا۔ اسکو شہباز قرار دیا۔ اسکی نصرت اور مدد پر خاص بھروسہ رکھا خود اس کا عاشق اور اسکو اپنا عاشق بتایا اور سب سے بڑھکر جس نے چالیس سال اسلام کی تحقیق میں صرف کئے۔ جب اسکی یہ حالت ہے اور اس کا اسلام پر یہ عملدرآمد ہے۔ تو دوسرے بیچارے کس شمار و قطار میں ہونگے جن میں ان باتوں میں سے کوئی ایک بھی پائی نہیں جاتی۔

اگر اب بھی مسلمان ہوشیار نہ ہوں اور اپنے اموال تبلیغ ولایت کے نام سے خواجہ صاحب کو بھیجتے رہیں تو اس سے بڑھکر ان کی نا عاقبت اندیشی کا اور کوئی ثبوت نہیں ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

"شعائر اللہ کی تعظیم"

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

(فرمودہ ۲۲ دسمبر ۱۹۱۶ء)

سورہ فاتحہ تلاوت فرمانے کے بعد حضور نے یہ آیت پڑھی

ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب
(۲۲ - ۳۳)

یہ آیت جو سورہ فاتحہ کے بعد میں نے پڑھی ہے بہت چھوٹی سی آیت ہے اور اسکے اندر چند ہی لفظ ہیں لیکن انسان کے فرائض اور اسکی ذمہ واریوں کو اسمیں ایسے صریح اور صاف اور کھلے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص سمجھ اور عقل سے کام لینے والا ہو۔ تو اسی کے ذریعہ وہ اپنے تمام اعمال درست کر سکتا ہے سب انسانوں میں عقل اور سمجھ ہی کا فرق ہوتا ہے ورنہ ایک ہی قسم کے سب ہوتے ہیں آنکھ۔ کان ناک منہ سر پاؤں وغیرہ کے لحاظ سے تو سب برابر ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے کہ سب کا ایک ہی سر ہوتا ہے۔ دو کسی کے نہیں ہوتے اور باوجود اس کے کہ سب کی آنکھیں دو ہی ہوتی ہیں۔ تین کسی کی نہیں ہوتیں اور باوجود اس کے کہ سب کے کان دو ہی ہوتے ہیں چار یا پانچ کسی کے نہیں ہوتے لیکن انہیں میں سے ایک تو اتنی ترقی کر جاتے اور اسقدر بلند ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کی نظروں سے ہی پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور ان کو آدمی نہیں سمجھا جاتا۔ بلکہ خدا بنا لیا جاتا ہے گویا وہ اڑ کر دوسرے انسانوں کی نظروں سے اسقدر بعید ہو جاتے ہیں کہ وہ ان کی اصلی حالت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے ان کی انسانیت پوشیدہ ہو جاتی ہے اور کمالات اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ انہیں خدا بنا لیا جاتا ہے لیکن کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ کیا فرق ہوتا ہے اس انسان میں جس کو خدا بنا لیا جاتا ہے اور اسمیں جو اس کے آگے سجدہ کرتا ہے یہی عقل کا ہی فرق ہوتا ہے ایک نے چونکہ عقل سے کام لیا اسلئے بہت بڑھ گیا اور دوسرے نے نہ لیا اسلئے وہ سجدہ کرنے والا بنگیا ایک بڑھا تو اتنا بڑھا کہ خدا سمجھ لیا گیا اور دوسرا گرا تو اتنا گرا کہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے جیسے بندہ کو سجدہ کرنے لگ گیا یہ عقل اور سمجھ کا ہی فرق ہے جس سے ایک بڑا اور ایک چھوٹا ہو گیا پس جو لوگ عقل سے کام لینے والے ہوتے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بھی بڑے بڑے فائدے حاصل کر لیتے ہیں اور جو عقل سے کام نہیں لیتے وہ بڑی بڑی باتوں سے بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے جو لوگ خدا تعالیٰ کا قرب اور معرفت حاصل کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ وہی ہوتے ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں وہ ہر شے سے نصیحت حاصل کرتے اور ہر بات سے سبق لیتے ہیں ان کے لئے ایک گری ہوئی دیوار ایک بیمار آدمی ایک ٹوٹا ہوا کھمبا واعظ ہوتا ہے ان کے لئے ایک مکھی اور چیونٹی نصیحت کے لئے کافی ہوتی ہے لیکن جو ایسے نہیں ہوتے وہ ویران اور تباہ ملکوں میں چلتے اور عبرتناک اور ہلاک شدہ علاقوں میں سے گذرتے ہیں مگر ان کی آنکھیں اندھی اور ان کے کان بہرے اور ان کے دل مردہ ہوتے ہیں اسلئے کچھ محسوس نہیں کرتے عقلمند انسان ایک ایسے بیمار سے نصیحت حاصل کر لیتا ہے جس کی بیماری ابھی ابتدائی حالت میں ہوتی ہے اور اسوقت سبق لے لیتا ہے جبکہ بیمار سے ابھی موت بہت دور ہوتی ہے مگر دوسرا انسان قبرستان میں کھڑا ہو کر بھی کچھ نہیں سمجھتا اور اسوقت بھی کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جبکہ موت اسکی آنکھ کے سامنے واقعہ ہو رہی ہو۔ یہ فرق صرف عقل اور سمجھ ہی کی وجہ سے ہے سب انسان ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں مگر جب کچھ لوگ اس سے کام لیتے ہیں تو بہت بڑھ جاتے ہیں اور جو نہیں لیتے وہ بہت نیچے گر جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک دفعہ امریکہ سے دو مرد اور ایک عورت آئی۔ ایک مرد نے حضرت مسیح موعود سے آپکے دعویٰ کے متعلق گفتگو کی دوران گفتگو میں حضرت مسیح ناصری کا ذکر آگیا۔ اس شخص نے کہا وہ تو خدا تھے حضرت مسیح موعود نے فرمایا ان کے خدا ہونیکا تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ اس نے کہا کہ انہوں نے معجزے دکھائے ہیں آپ نے فرمایا معجزے تو ہم بھی دکھلاتے ہیں اسنے کہا مجھے کوئی معجزہ دکھلاؤ آپنے فرمایا تم خود میرا معجزہ ہو۔ یہ سنکر وہ حیران سا ہو گیا اور کہنے لگا میں کس طرح معجزہ ہوں آپنے فرمایا۔ قادیان ایک بہت چھوٹا سا اور غیر معروف گاؤں تھا معمولی سے معمولی کھانیکی چیزیں بھی یہاں سے نہیں مل سکتی تھیں حتیٰ کہ ایک دو پیسہ کا آٹا بھی نہیں مل سکتا تھا۔ اور اگر کسی کو ضرورت ہوتی تو گیہوں لیکر پسواتا تھا۔ اسوقت مجھے خدا تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ میں تیرے نام کو دنیا میں بلند کرونگا اور تمام دنیا میں تیری شہرت ہو جائے گی۔ چاروں طرف سے لوگ تیرے پاس آئینگے اور ان کی آسایش اور آرام کے سامان بھی یہیں آجائینگے یاتون من کل فج عمیق اور ہر قسم اور ہر ملک کے لوگ تیرے پاس آئینگے یاتیک من کل فج عمیق اور اسقدر آئینگے کہ جن راستوں سے آئینگے وہ عمیق ہو جائینگے اب دیکھ لو کہ راستے کسقدر عمیق ہو گئے ہیں بٹالہ سے قادیان تک جو سڑک آتی ہے اس پر پچھلے ہی سال گورنمنٹ نے دو ہزار روپیہ کی مٹی ڈلوائی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ تم میرے پاس امریکہ سے آئے ہو تمہارا مجھ سے کیا تعلق تھا جبتک کہ میں نے دعویٰ نہ کیا تھا مجھے کون جانتا تھا۔ مگر آج تم اتنی دور سے میرے پاس چلکر آئے ہو یہی میری صداقت کا نشان ہے۔

مجھے خوب یاد ہے کہ جسوقت یہ گفتگو ہو رہی تھی اور اس شخص نے کہا تھا کہ آپ مجھے اپنا کوئی معجزہ دکھائیں تو سب لوگ حیران تھے کہ حضرت مسیح موعود اسکا کیا جواب دینگے سب نے یہی خیال کیا تھا کہ آپ کوئی ایسی تقریر کریں گے جسمیں معجزات کے متعلق بتا دینگے کہ کسطرح ظاہر ہوتے ہیں لیکن جونہی اس نے اپنی بات کو ختم کیا اور آپ کو انگریزی سے اردو ترجمہ کر کے سنائی گئی تو آپنے فوراً ہی جواب دیا یہ ایک چھوٹی سی بات تھی لیکن ہر ایک انسان کی عقل اس تک نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اب بھی ہر ایک انسان

جو عقل سے کام نہیں لیگا کہیگا کہ یہ کیا معجزہ ہے۔ مگر جن کی آنکھیں کھلی ہوئی اور عقل و سمجھ رکھتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ بہت بڑا معجزہ ہے اور حق کے قبول کرنے والے کے لئے یہی کافی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے کہ میری صداقت میں لاکھوں نشانات دکھلائے گئے ہیں لیکن میں تو کہتا ہوں کہ اتنے نشانات دکھلائے گئے ہیں۔ جو گنے بھی نہیں جا سکتے۔ مگر پھر بھی بہت سے نادان ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اتنے تو مرزا صاحب کے الہام بھی نہیں پھر نشانات کسطرح اسقدر ہو گئے۔ لیکن عقل اور سمجھ رکھنے والے انسان خوب جانتے ہیں کہ لاکھوں نشانات تو ایک الہام سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں ایک قصہ مشہور ہے کہتے ہیں کوئی شخص تھا اسنے اپنے بھتیجوں سے کہا کہ کل میں تمکو ایک ایسا لڈو کھلاؤنگا جو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ دوسرے دن جب وہ کھانا کھانے بیٹھے تو انہوں نے لڈو کے کھانے کی امید پر کچھ نہ کھایا۔ اور چچا کو کہا کہ وہ لڈو دیجئے اس نے ایک معمولی لڈو لا کر ان کے سامنے رکھدیا اور کہا کہ یہ ہے وہ لڈو جسکا میں نے تم سے وعدہ کیا تھا اس کو دیکھکر وہ سخت حیران ہوئے کہ یہ کسطرح کئی لاکھ آدمیوں کا بنایا ہوا ہے چچا نے کہا کہ تم کاغذ اور قلم لیکر لکھنا شروع کرو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ واقعہ میں اس لڈو کو کئی لاکھ آدمیوں نے بنایا ہے دیکھو ایک حلوائی نے اسے بنایا اسکے بنانے میں جو چیزیں استعمال ہوئی ہیں ان کو حلوائی نے کئی آدمیوں سے خریدا۔ پھر ان میں سے ہر ایک چیز کو ہزاروں آدمیوں نے بنایا مثلاً شکر کو ہی لے لو اسکی تیاری پر کتنے آدمیوں کی محنت خرچ ہوئی ہے کوئی اسکو بیچنے والے ہیں کوئی رس نکالنے والے کوئی نیشکر کھیت سے لانے والے کوئی ہل جوتنے والے پانی دینے والے پھر ہل میں جو لوہا اور لکڑی خرچ ہوئی اسکے بنانے والے اسطرح سب کا حساب لگاؤ تو کسقدر آدمی بنتے ہیں پھر شکر کے سوا اسمیں آٹا ہے اسکے تیار کرنے والوں کا اندازہ لگاؤ۔ کیا اس طرح کئی لاکھ آدمی نہیں بنتے بھتیجوں نے یہ سنکر کہا کہ ہاں ٹھیک ہے یہ بات ان بچوں کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن وہ شخص چونکہ عقلمند تھا اسلئے وہ دیکھ رہا تھا کہ ایک لڈو کے تیار ہونے میں لاکھوں آدمیوں کی محنت خرچ ہوتی ہے یہ تو اس نے دنیاوی رنگ میں نصیحت کی تھی مگر جو روحانی بزرگ گزرے ہیں انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے مرزا مظہر جان جاناں کی نسبت لکھا ہے کہ انہوں نے بٹالہ کے ایک شخص غلام نبی کو دو لڈو دئیے اس نے منہ میں ڈال لئے اور کھا گیا تھوڑی دیر کے بعد اس سے انہوں نے پوچھا تم نے ان لڈوؤں کو کیا کیا اسنے کہا کھا لئے ہیں یہ سنکر انہوں نے نہایت تعجب انگیز لہجہ میں پوچھا کہ ہیں کھا لئے ہیں اسنے کہا ہاں کھا لئے ہیں اسی طرح وہ بار بار اس سے پوچھتے رہے اور تعجب کرتے رہے کہ اتنی جلدی تم نے کھا لئے اسکو خیال ہوا کہ انہیں دیکھنا چاہئے کہ یہ کس طرح کھاتے ہیں ایک دن کوئی شخص ان کے پاس کچھ لڈو لایا انہوں نے آپ نے ایک لڈو اٹھا کر رومال پر رکھ لیا۔ اور اسمیں سے ایک ریزہ توڑ کر آپنے تقریر شروع کر دی۔ کہ میں ایک ناچیز ہستی ہوں میرے لئے خدا تعالیٰ نے یہ اتنی بڑی نعمت بھیجی ہے اسمیں کیا کیا چیزیں پڑی ہیں۔ پھر ان کو کتنے آدمیوں نے بنایا ہوگا۔ کیا مجھ ناچیز کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ نعمت بھیجی ہے۔ اس طرح تقریر کرتے رہے اور پھر اپنی عاجزی اور فروتنی بیان کرتے اور ادھر خدا تعالیٰ کی حمد اور تعریف کرتے اسی طرح ظہر سے کرتے کرتے ابھی پہلا ہی دانہ جو منہ میں ڈالا تھا وہی کھایا تھا کہ عصر کی آذان ہو گئی اور اسے چھوڑ کر وضو کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے یہ کیا بات تھی یہی کہ اس لڈو میں انہیں خدا تعالیٰ کے ہزاروں نشان نظر آتے تھے یوں کھانے والا تو چار پانچ دس بیس لڈو بھی جھٹ پٹ کھا جاتا ہے مگر مظہر جان جاناں کے لئے ایک ہی لڈو اتنا بوجھل ہو گیا کہ اس کے کھانے سے انکی کمر ٹوٹی جاتی تھی تو عقل ہی ایک چھوٹی سی چیز کو بڑا بنا دیتی ہے اور نادانی نظر آنے والی بڑی چیز کو چھوٹا ظاہر کر دیتی ہے اسی طرح عقل ایک بڑی نظر آنے والی چیز کو چھوٹا دکھا دیتی ہے اور نادانی ایک معمولی چیز کو بڑا دکھاتی ہے تو دانا انسان چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی خدا تعالیٰ کے بڑے بڑے نشان دیکھ لیتا ہے اور نادان بڑی بڑی اہم باتوں میں بھی کچھ نہیں دیکھتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ میری صداقت کے خدا تعالیٰ نے لاکھوں نشانات دکھلائے ہیں۔ یہ بالکل درست ہے اور میں تو کہتا ہوں کہ آپکی صداقت کے خدا تعالیٰ نے اسقدر نشانات دکھلائے ہیں کہ جن کا شمار بھی نہیں ہو سکتا مگر کن کے لئے انہیں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں اگر کوئی شخص آپ کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے لئے یہاں آئے تو جس قدر بھی عمارتیں سامنے نظر آ رہی ہیں (مسجد اقصیٰ میں کھڑے ہو کر) ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب آپ کے نشان ہیں پھر احمدیہ بازار سے آگے کے جس قدر مکانات بنے ہیں۔ ان کے لئے جو زمین تیار کی گئی تھی اسمیں ڈالا ہوا مٹی کا ایک ایک ذرہ نشان ہے یہاں اتنا بڑا گڑھا تھا کہ ہاتھی غرق ہو سکتا تھا۔ پھر قادیان سے باہر شمال کی طرف نکل جائیے وہاں جو اونچی اور بلند عمارتیں نظر آئینگی ان کی ہر ایک اینٹ اور چونے کا ایک ایک ذرہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہے پھر قادیان میں چلتے پھرتے جس قدر انسان نظر آتے ہیں خواہ وہ ہندو ہیں یا سکھ یا غیر احمدی ہیں یا احمدی سب کے سب آپ ہی کی صداقت کے نشان ہیں احمدی تو اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو دیکھکر اپنے گھر بار چھوڑ کر یہاں آ رہے ہیں اور غیر احمدی اور دوسرے مذاہب والے اسلئے کہ انکی طرز رہائش لباس وغیرہ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ سے پہلے وہ نہ تھے جو اب ہیں انکی پگڑی انکا کرتہ انکا پاجامہ انکی عمارتیں انکا مال انکی دولت وہ نہ تھی جو اب ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعویٰ کرنے پر لوگ آپ کے پاس آئے اور ان لوگوں نے بھی فائدہ اٹھا لیا اور لا یشقیٰ جلیسہم کی وجہ سے انکو بھی نعمت ملگئی تو یہ سب آپکی صداقت کے نشانات ہیں دور جانے کی ضرورت نہیں اسی مسجد کی یہ عمارت

بنگڑی یہ کھلا نشان ہیں کیونکہ یہ پہلے نہیں تھے۔ جب حضرت مسیح موعود نے دعویٰ کیا تو پھر بنے لاکھوں نشانات تو یہاں ہی مل سکتے ہیں پھر سالانہ جلسہ پر جس قدر لوگ آتے ہیں ان میں سے ہر ایک آنے والا ایک نشان ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ ہر سال ظاہر کرتا ہے۔ اور جبتک اللہ تعالیٰ چاہیگا کرتا رہیگا۔

تو حضرت مسیح موعود نے اپنے نشانات کا یہ بہت کم اندازہ لگایا ہے کہ وہ لاکھوں ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ وہ اسقدر ہیں کہ کوئی انسانی طاقت ان کو گن ہی نہیں سکتی صرف خدا تعالیٰ ہی کے اندازہ میں آسکتے ہیں۔ لیکن جہاں یہ نشانات ہمارے لئے تقویت ایمان کا موجب ہوتے ہیں وہاں اس آیت کے ماتحت یہ بھی بتاتے ہیں کہ اول ہر ایک آنے والا انسان آنکھیں کھولکر دیکھے کہ یہاں کسقدر نشانات ہیں اور پھر وہ خود بھی ایک نشان ہے۔

دوسرا یہ کہ تعظیم شعائر اللہ تقویٰ القلوب میں داخل ہے یعنی متقی ہونے کیلئے اللہ تعالیٰ کے نشانات کی عزت و توقیر کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر دلالت کرتے ہیں۔ پس میں جماعت کے اس حصہ کو جو ہجرت کر کے یہاں آگیا ہے نصیحت کرتا ہوں کہ یہ سالانہ جلسہ کے دن جو ان کے لئے تازہ بتازہ اور نئے نئے نشانات دیکھنے کا موجب ہوتے ہیں۔ ان میں جہاں وہ اپنے ایمانوں کو تازہ کرتے اور خدا تعالیٰ کی حمد اور تقدیس کرتے ہیں کہ انکی آنکھوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کی پیشگوئیاں بڑے زور سے پوری ہو رہی ہیں وہاں ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کی تعظیم و تکریم کریں اور ان کے آرام و آسائش کی کوشش کریں۔ اسکے علاوہ یوں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کی تکریم کرنا ایمان میں داخل ہے حضرت خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں جو پانچ باتیں بیان کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ مہمان کی خاطر داری کرتے ہیں۔ یوں بھی داخل ایمان ہے مگر سالانہ جلسہ پر آنیوالے لوگ صرف مہمان ہی نہیں بلکہ شعائر اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت ہیں حضرت مسیح موعود کی صداقت کا نشان ہیں اس لئے انکی خاص طور پر تعظیم کرنی چاہئے ہمارے دوست جو قادیان میں رہنے والے ہیں ان کو چاہئے کہ خاص طور پر ان کی تعظیم اور تکریم کرنے کی کوشش کریں اور آنے والے دوست

قادیان کی گلیوں میں پھر کر اور کثیر التعداد مجمع کو دیکھکر صرف یہ نہ کہیں کہ جلسہ بہت کامیاب ہوا ہے۔ بلکہ فائدہ اٹھائیں کیونکہ اگر انہوں نے اس موقعہ سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تو ان کے لئے کہاں جلسہ کامیاب ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ شعائر اللہ کی تعظیم کرنا تقویٰ میں داخل ہے لیکن جو شعائر اللہ کی تعظیم نہیں کرتا وہ کہاں کامیاب ہوا اسکے لئے تو روحانی نقصان ہے کیونکہ اسکو ایک موقعہ ملا تھا جسے اس نے کھو دیا یہاں کے سب لوگوں کو چاہئے کہ آنیوالے مہمانوں کی خدمت کریں اپنے مہمانوں کی خدمت کرنا کوئی ذلت نہیں ہوتی بلکہ مہمان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچانا میزبانوں کے لئے ذلت ہوتی ہے اسلئے جو شخص یہ خیال رکھتا ہے کہ مہمانوں کی خدمت کرنا میری عزت کے خلاف ہے وہ نادان ہے اور وہ نہیں سمجھتا کہ خدمت کرنا عزت کو بڑھاتا ہے نہ کہ گھٹاتا ہے

پس میں قادیان کے لوگوں کو اسکی طرف خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خاص طور پر مہمانداری میں حصہ لیں اور اپنا حرج کر کے بھی حصہ لیں۔ میں یہاں کے دوکانداروں کو دوکانداری سے روکنا پسند نہیں کرتا خدا تعالیٰ نے حج کے موقعہ پر بھی تجارت کو جائز رکھا ہے قادیان کے

دوکانداروں کے لئے بھی یہ تجارت کرنیکا موقعہ ہے مگر جہاں خدا تعالیٰ ایسے موقعہ پر تجارت کرنے سے منع نہیں کرتا۔ وہاں یہ بھی اجازت نہیں دیتا کہ بالکل اسی میں لگ جائیں پس دوکاندار خوب کمائیں اور خوب تجارت کریں مگر کچھ وقت مہمانداری میں بھی صرف کریں۔ مثلاً کھانا کھلانے کے وقت دوکانوں کو بند کر دیں اور اسوقت مہمانوں کی خدمت کریں اسوقت قریباً تمام مہمان کھانا کھا رہے ہوتے ہیں اور سودا کم خریدتے ہیں اور جو لوگ فارغ ہوں وہ سارے اوقات خدمتگذاری میں لگائیں اور ثواب کمائیں مومن کی تو یہ شان ہونی چاہئے کہ ثواب کمانے کا کوئی موقعہ نہ جانے دیں صحابہ کرام کتنی کوشش کرتے تھے حدیث میں آیا ہے کہ غریب صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ امیر زکوٰۃ دے دیکر ہم سے ثواب میں بڑھ رہے ہیں ہم کیا کریں کہ ان کے برابر ثواب حاصل کریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو بتایا کہ خدا تعالیٰ کی تسبیح اور تحمید نماز کے بعد کیا کرو کچھ عرصہ اس طرح کرنیکے بعد وہ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ امرا نے بھی اس طرح کرنا شروع کر دیا ہے اور زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اب ہم کیا کریں آپ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ ان کو نعمت دیتا ہے اور وہ اسکی راہ میں دیکر ثواب حاصل کرتے ہیں تو میں کیا کروں یہ انکی ہمت اور اخلاص ہے۔

پس آپ لوگ بھی پورے طور پر کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کریں اگر کسی کے ذمہ کوئی فرض لگایا جائے اور وہ اسکو پورا کر چکے لیکن اسکے کرنے کا کوئی اور کام ہو تو اسے چاہئے کہ وہ بھی کرے اور بڑی خوشی کے ساتھ کرے اور اگر کوئی اس پر سختی کرے تو اسے بھی برداشت کرے اور کام کے کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کرے۔

اسی طرح وہ لوگ جو باہر سے آئے ہیں وہ یاد رکھیں اور جو ابھی نہیں آئے انہیں پہنچا دیں کہ قادیان کی ہر ایک چیز شعائر اللہ ہے اسلئے ان سے ان کو بھی فائدہ اٹھانا چاہئے اور اپنے اوقات کو ادھر ادھر پھر کر رائیگاں نہیں کھونا چاہئے اگر کوئی شخص یہاں آکر کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا تو سمجھ لے کہ وہ اپنے اوقات کو ضائع کرتا ہے پس آنے والا ہر ایک شخص اپنے اوقات کو فائدہ اٹھانے میں لگائے۔ نمازیں باجماعت پڑھے اور عبادت کرے۔ خدا تعالیٰ یہاں کے میزبانوں اور مہمانوں کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔ تاکہ وہ تقویٰ کو حاصل کریں اور زیادہ بڑھائیں ٭

تیرے سر پر کولہو

یہ مثل در بارہ مولوی دوست محمد خاں صاحب ایڈیٹر پیغام صلح کے ذریعہ زندہ ہوئی ہے۔ میں نے نہایت ادب سے متعدد مرتبہ جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ایل ایل بی کی خدمت عالیہ میں گذارش کیا تھا کہ جناب والا مہربانی فرما کر اس خاکسار کو اس حوالہ سے مطلع فرمادیں جس میں حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلعم عنفوان سنہ میں تھے تو فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا کہ اس کا نام احمدؐ رکھنا" جناب ایڈیٹر پیغام صلح فرماتے ہیں کہ پہلے اپنے پیر سے میاں شمس الدین تاجر چرم کے بارے میں رجسٹری خط کا جواب دلاؤ اور انہیں جماعت میں سے خارج کراؤ۔ پھر جواب ملیگا۔

خوب! میں ہوں تو مرید مگر اپنے پیر پر حاکم ہوں۔ اور کام بھی وہ کروں۔ جس کا اس حوالہ سے کچھ تعلق نہیں اس خاکسار نے اپنے ہمہ عجز ہونے کا پہلے سے اقرار کر لیا تھا۔ آپ محض خالصًا لوجہ اللہ بلا مبادلہ حصول ثواب کیلئے یہ احسان فرمائیں کہ یہ حوالہ بتادیں حضرت اقدس کی کس کتاب یا اشتہار میں ہے اور اس سیدھی سادی بات کو شرائط سے مشروط نہ فرمادیں۔ (اکمل)

فہرست وصایا!

(بابت ماہ نومبر ۱۹۱۶ء)

نمبر ۱۲۰۰ مسمی محمد دین مالی ولد گل محمد قوم ارائیں ساکن بٹالہ حال مقیم قادیان۔ اپنی جاید اد غیر منقولہ مبلغ ۔۔۔ کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۲۰۱ مساۃ حشمت بی بی زوجہ محمد دین مذکور قوم ارائیں ساکن ننگل باغباناں ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور و مہر کل قیمتی ما ۲۲۵ کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۲۰۲ مساۃ زینب زوجہ شیخ عبد الرحمٰن مصری قوم پٹھان ساکن قادیان ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور و مہر کل قیمتی ما ۔۔۔ کے دسویں حصہ کی وصیت کی

۱۲۰۳ محمد علی ولد عبد اللہ قوم ارائیں ساکن سنوڑ ریاست پٹیالہ۔ اپنی جاید اد غیر منقولہ از قسم مکان و اراضی کل قیمتی ایک ہزار روپیہ کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۲۰۴ امۃ الرحیم زوجہ محمد اسماعیل قوم علاد ساکن قلعہ صوبا سنگھ حال مقیم قادیان ضلع گورداسپور۔ اپنی جائداد منقولہ از قسم زیور و مہر کل قیمتی ما ۔۔۔ روپے کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۲۰۵ شاہ محمد ولد دولت قوم سندھو ساکن چک ۔۔۔ جنوبی ڈاکخانہ لالیاں تحصیل سرگودھا ضلع شاہ پور اپنی جاید اد منقولہ و غیر منقولہ دس ہزار دو سو روپے کے دسویں حصہ کی وصیت کی۔

۱۲۰۶ غلام محمد ولد چوہدری محمد دیوان قوم ادان ساکن ڈھیں متصل کوٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ۔ اپنی جائداد غیر منقولہ بارہ بیگہ زمین اور مکان کے آٹھویں حصہ کی وصیت کی۔

جنگ کی خبریں

لنڈن۔ ۱۶۔ جنوری۔ گذشتہ شب کی سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ دریائے سیوز کے بائیں کنارے اور دریائے سوم کے دونوں کناروں پر اور لورین میں شدید متواتر گولہ باری ہوتی رہی جرمنوں نے دریائے ایئی اور سارگان کے اضلاع کے درمیان شدید گولہ باری کے بعد ہمارے مقدمہ چوکیوں پر حملہ کیا۔ لیکن دستی بموں کے حملوں کے بعد وہ ستر دکئے گئے ہم نے کئی جگہ کامیاب فوجی نمائش کی۔ اور سامان حرب پر قبضہ کر لیا۔ اور قیدی اسیر کئے

ریگا میں جارحانہ کارروائی کا خاتمہ

لنڈن ۱۶۔ جنوری۔ پیٹروگراڈ کے اکثر نامہ نگار وں کی رائے ہے کہ ریگا میں جارحانہ کارروائی ختم ہو گئی ہے

کارسو پر غنیم کی سرگرمی

لنڈن ۱۵۔ جنوری ایک اطالوی سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ گوریزیا کے مشرق میں سطح مرتفع پر غنیم کی گولہ باری بڑی شدت سے جاری رہی

جدید حملے کیلئے غنیم کی تیاری

لنڈن ۱۵۔ جنوری روزنامہ آسٹروی اطلاعوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آنزبرگ کے مقام پر آسٹریا اور بویریا کی افواج کا اجتماع ہو رہا ہے۔ ان کی تربیت کوہستانی جنگوں میں ہوگی۔ اور موسم بہار میں سطح مرتفع میں اٹلی کے برخلاف ایک جدید تعزیری مہم بھیجی جائیگی۔

دشمن کا عظیم نقصان

لنڈن ۱۵ جنوری۔ ایک بے تار روسی سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ رومانیوں نے دریائے کاسینو کے علاقہ میں ارتفاعوں اور گھاٹیوں پر حملہ کیا اور خونریز سنگینوں کی لڑائی کے بعد غنیم ایک ورسٹ مغرب کیطرف پسپا کیا گیا (ورسٹ ایک روسی میل جو ۱۱۶۶ ½ گز کے برابر اور انگریزی میل کا ⅔ ہوتا ہے)

اشتہارات

القول المحمود

سید محمد احسن صاحب امروہی کے رسالہ القول المجید فی تفسیر اسمہ احمدؐ کا مدلل و مسکت خصم جواب جو مولانا سید سرور شاہ صاحب نے لکھا ہے حجم ۸۰ صفحہ قیمت صرف ۸ ۔ احباب اسکی اشاعت میں خاص توجہ فرمائیں ملنے کا پتہ :۔ (تشحیذ قادیان)

ضرورت نکاح

ہمارے ایک مکرم دوست کو جو قوم کے سید ہیں اور ایک معزز سرکاری عہدہ پر معقول تنخواہ کے ملازم ہیں۔ دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ اسکے متعلق خط و کتابت معرفت قاضی سید امیر حسین صاحب مدرسہ احمدیہ قادیان ہونی چاہیئے

روزنامہ نئی روشنی

صوبہ متحدہ کے صدر مقام الہ آباد سے روزنامہ ۱۹×۲۲ کے چار سفید صفحوں پر شایع ہوتا ہے۔ جسمیں تازہ ترین ہندوستانی خبریں۔ تار برقی۔ جنگی خبریں اور ولایتی ڈاک کے اقتباسات تمام اردو پرچوں سے زیادہ اور پہلے شایع ہوتے ہیں۔ ہر ملکی۔ اور سیاسی معاملہ پر نہایت آزادی کے ساتھ مگر مودبانہ طریقہ پر رائے زنی کیجاتی ہے۔ **شرح چندہ** سالانہ عہ۱۲ ششماہی ہے سہ ماہی ہے ماہوار ہے فی پرچہ دو پیسے سہ ماہی کے خریدار کو ۲۴ صفحے کی ایک کتاب موسومہ ارمغان گنج بنگالہ کاغذ سفید ولایتی اور سرورق رنگین مفت

(مینیجر نئی روشنی نمبر ۲ نئی بستی الہ آباد)

مورخہ ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء

لنڈن کا خط

(از طرف جناب قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

"دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا"

الحمد للہ۔ الحمد للہ۔ الحمد للہ رب العلمین

بعد تمہید اپنی جماعت سے خطاب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ خاکسار ایک خادم عاجز کی طرف سے سلسلہ حقہ کی مستند جماعت کو مخاطب کرتا ہے جسکو آپ صاحبان نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت اپنے سلطان المعظم قیصر ہند کے ملک میں دعوت الی الخیر کے لئے بھیجا ہے میرا۔ اثر تجربہ علم اور لیاقت آپ سے مخفی نہیں اس سے ظاہر ہے کہ میرا یہاں عریضہ ہے جو آپکی خدمت میں میری طرف سے اخبار کے ذریعہ سے پہنچیگا مگر اور جو دوسری تحریریں کروں اللہ جل شانہ کی ستائش اور [illegible] دل سے حمد کرتا ہوں کہ میرے جیسے نالائق کو اس عظیم الشان کام کی خدمت کے لئے موقعہ دیا۔ اللہم زد فزد

چودہری فتح محمد صاحب کے بعد کی حالت اور میری تبلیغی کوششیں

چودہری صاحب کی روانگی کے بعد خاکسار حسب توفیق ضروری کام کرتا رہا جس کی کبھی کبھی اطلاع اخبار الفضل میں آپ کے مطالعہ سے گذرتی ہوگی ایک شخص کو اکیلے کام کرنے میں جو مشکلات ہیں انہیں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپکو ولایت کے کام کے مفصل حالات نہیں پہنچ سکے۔ اس عرصہ میں جو کام ہوا ہے اور اپنی تمام کوششوں کو جو میں نے تبلیغ حق میں (الفضل) کی ہیں تفصیلاً بیان کرنا ایک مشکل امر ہے ہاں نہایت مختصر سے الفاظ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جو ذرائع میرے پاس تھے ان کو حسب مقدور حقیقی اسلام کی سچائی کے اظہار میں استعمال کرتا رہا ہوں اکثر دنوں کو خط و کتابت کے ذریعہ ملاقاتوں کے توسط بعض پارکوں میں گفتگو اور لیکچر کے ذریعہ اسلامی لٹریچر کے تقسیم اور فروخت سے کم و بیش کام ہوتا رہا ہے احمدی نومسلموں کی مزید ترقی علم وغیرہ کے لئے بھی کوشش کرتا رہا ہوں بعض سوسائٹیوں میں لیکچر بھی دیئے ہیں لنڈن کے مرکزی علاقوں میں افس قائم کیا ہے جہاں لوگ وقتاً فوقتاً مذہبی تحقیقات کے لئے آتے رہتے ہیں ہفتہ واری اجلاس شروع کر دیئے ہیں غرضیکہ کام بڑھ رہا ہے اور لوگوں کو تبلیغ حق کرنیکا موقعہ ملتا رہتا ہے۔

کامیابی کا معیار ہمارا کام تبلیغ ہے

اگر ہمیں کامیابی صرف اسی طریقہ سے جانچی جائے کہ کتنے حقیقی مسلمان ہوئے ہیں تو میں عرض کرونگا کہ محض تعداد کامیابی کا معیار نہیں مجھے بھی لمبے عرصہ تک یہی دھوکہ رہا ہماری غرض اعلاء کلمۃ الحق ہے قبول کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا محض خدا کے فضل سے ہے یہ بات بالکل صحیح ہے جو مجھے حضرت خلیفہ ثانی نے سمجھائی ہے کہ ان لوگوں کے لئے منشاء ایزدی کے ماتحت ایک خاص وقت مقرر ہے ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکریہ

ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اکثر لوگوں پر حق کھلتا جاتا ہے اور وہ اسلام کے قریب آ رہے ہیں ہمارے ایک دوست مسٹر یونس تو حضرت صاحب کی بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔ اور حضرت صاحب نے انکو محمد یونس نام دیا ہے ایک اور صاحب نے الحمد للہ کہ آج ہی بہت ساری گفتگو کے بعد اقرار کیا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ احمد نبی اللہ ہیں۔ اور بھی بہت سے لوگ ہیں جو قریب آ رہے ہیں۔

میں خواجہ صاحب کی نقل نہیں کر سکتا

یہاں میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ خواجہ صاحب کی پوزیشن مشن کی حالت رسالہ میں ضروری انتظام یہاں کے لوگوں کو زیادہ متوجہ کرتی ہے بہت سے لوگ ہیں جن کو تبلیغ کی جا رہی ہے اور وہ قریب ہیں اگر میں ان کے نام کا اظہار کروں تو وہ خوش ہونگے مگر وہ گو ہمارے مبلغ ووکنگ کے نزدیک مسلمان کہلا سکتے ہیں لیکن میرے نزدیک نہیں اسلئے زندہ خدا کے زندہ دین کے شیدا ہوا جو خود زندگی حاصل کر چکے مجھے یقین ہے کہ آپکو سلسلہ حقہ کے مبلغ کی یہ کارروائی ہرگز پسند نہ ہوگی کہ احمدی جماعت کے خوش کرنیکے لئے کہدے کہ نومسلموں کی تعداد اتنی ہو گئی ہے آپ تو حقیقی اسلام کی تبلیغ کرنا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ سے ان کو ایسا نور حاصل ہو کہ غفلت اور ظلمت کے سب پردے چاک ہو جاویں راہ حق ان کو بیّن طور پر واضح ہو جاوے اور اس معرفت کے ذریعہ سے صراط مستقیم پر چلنا شروع کر دیں جس کا آخری نتیجہ حقیقی زندگی ہے ایسے لوگ تو واقعی یہاں بہت ہیں (یعنی یونیٹیرین) جو کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں اور حضرت مسیح بندہ گو نبی ہے اور اگر حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت پوچھا جائے تو انکو بھی نبی کہدیتے ہیں

مگر ایسے اشخاص کس حد تک مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ زبدۃ مسلمانے تو ابتدا حال ہی کے سرکار بیڈمین لکھدیا ہے کہ ہزار ہا لوگ قریباً مسلمان ہیں مگر وہ جانتے نہیں کہ وہ مسلمان ہیں صرف نام بدلنے کی ضرورت ہے ایسے نام کے مسلمانوں کی حالت کیا ہوگی؟ یہی کہ عیسائیت سے اسلام اچھا ہے یا معقول ہے۔ اس سے زیادہ جب تک حقیقت اسلام نہ معلوم ہو کیا ترقی کر سکتے ہیں اور کیسے نجات حقیقی حاصل ہو سکتی ہے وہ کونسی بات ہے جو ان کے عمل درست کرے ان کی اندرونی غلاظتوں کو دھوئے وہ کونسا علم ہے جس سے دنیا پرستی اور شراب کی مخموری سے نجات پاویں وہ کونسی روحانی طاقت ہے جس کی تاثیر سے ان کی محبت الٰہی میں ترقی ہو۔ یقیناً یقیناً وہ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کا یقینی علم اور کامل معرفت ہے جو اس زمانہ میں مرسل من اللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لائے

ترقی بتدریج ہوگی

اس میں ترقی واقعی اس بیج کی طرح ہے جو آہستہ آہستہ بڑھے اور عالیشان درخت کی طرح ہو جائے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام الوصیۃ میں لکھتے ہیں کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے . . . . ”یہ تخم جو بویا گیا آہستہ آہستہ نشوونما پائیگا یہاں تک کہ خدا کے پاک وعدوں کے موافق یہ ایک بڑا درخت ہو جائیگا . . . . . . دلوں سے باطل کی محبت اٹھ جائے گی اور ہر ایک میں سچائی کی روح پیدا ہوگی“۔

اس تدریجی ترقی کے لئے مسیح موعود کا زندہ ہونا ضروری نہیں بلکہ خدا کا زندہ ہونا کافی ہے . . . . آج کل وہ تمام بیج جو مسیح موعود نے بویا تدریجی طور پر بڑھنا شروع کریگا اور دلوں کو اپنی طرف کھینچیگا یہاں تک کہ ایک دائرہ کی طرح دنیا میں پھیل جاویگا وہ وقت اور گھڑی خدا تعالیٰ کے علم میں ہے جب یہ اکمل اور اتم تبدیلی ظہور میں آئیگی۔ (صفحہ ۱۰۱۔ یہ سارا نہایت لطیف مضمون ہے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر قسم کے شکوک و شبہات ضعیف الاعتقادی اور نگارنگ کی دہریت سے نجات مسیح موعود کی روحانی طاقت کی تاثیر سے نشانات معجزات دیکھنے سے ہوگی۔ اور یہی آخر کار انکو آہستہ آہستہ ایمان اور عرفان کے مستحکم چٹان پر قائم کرے گی

خواجہ نے کیوں احمدیت کو چھوڑا؟

خواجہ صاحب کو اس ملک میں سست رفتار کیوجہ سے اپنی پالیسی بدلنی پڑی اور دراصل یہ کم فہمی سے انکو دھوکہ لگا۔ جو ذریعہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے لئے اختیار کیا جس سے حقیقی نجات ہوتی ہے اسکو چھوڑنا پڑا۔ کیونکہ اسمیں ان کو کامیابی کی کم امید ہوگی مگر ہم تو اپنی حقیقی ترقی اس بڑے ذریعہ سے چاہتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے لئے مہیا کیا وہی ترقی یقینی ہوگی۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے فرمایا انکو حقیقی اسلام دکھلایا جائے جو خدا تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کیا ہے وہ امتیازی باتیں جو خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں رکھی ہیں ان پر ظاہر کرنی چاہئیں۔ اور خدا تعالیٰ کے مکالمات اور مخاطبات کا سلسلہ انکے سامنے پیش کرنا چاہیئے۔

خدا کے زبردست حملے

ہمارے لئے تو خوشی کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ خود اپنے زبردست حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر رہا ہے اور کریگا کبھی ہیبتناک طاعون سے کبھی خوفناک زلازل سے اور اس وقت جو دنیا میں ہو رہا ہے اسکو کون نہیں جانتا مغربی دنیا کی مایہ ناز تہذیب دور بین نظروں کو اپنی موجودہ مرتب ہر پہلو سے پورے طور پر دکھا رہی ہے اور مسیحیت جس کا دعویٰ تھا کہ یہ سب اسی کا نتیجہ ہے اسکے ساتھ ہی اپنی عظمت کھو بیٹھی ہے بڑے بڑے سائنسدان اور ماہرین فن کو پورے طور سے معلوم ہو گیا ہے کہ محض سائنس تباہی سے نہیں بچا سکتی بڑے بڑے مفکرین نے مان لیا ہے کہ ناقص ان سے بھی کوئی بڑا ہے۔ آسائش اور مادی ترقی کے سامان آنکھوں سے دور ہو رہے ہیں تجارتوں اور عام کارخانوں میں تنزل آ گیا ہے یورپ میں کوئی گھر نہیں جہاں واویلا نہیں غرضکہ خواص و عوام میں تبدیلی ہو گئی ہے جو کہ انسانی ہاتھوں سے کہیں ممکن نہیں تھی اسلامی اصول کی سچائی کئی رنگوں میں ثابت ہو رہی ہے وقت قریب آ رہا ہے حقیقی اسلام کے پیش کرنے سے سعید روحیں اس کو سمجھکر نجات حاصل کرینگی۔

طبائع احمدیت کی طرف مائل ہو رہی ہیں

ایک اخبار میں پڑھکر مجھکو خوشی ہوئی ہے کہ علاقہ جارجیہ کو کیس کے مسلمانوں کو واقعات نے سمجھا دیا ہے کہ اسلام کی ترقی روحانی رنگ میں ہو سکتی ہے اخبار مذکورہ میں ایک عالم سیاح علاقہ جارجیہ کے کسی گاؤں کے مسلمانوں کے ساتھ اپنی گفتگو کا حال لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ ترکوں کی حالت یہ ہے کہ بغاوت نے ان کے دلوں سے اس خیال کو مٹا دیا ہے کہ اسلام کی ترقی اسلامی ریاستوں کی ترقی سے جس کا وعدہ ینگ ترکس نے دیا ہوا تھا ہو سکتی ہے بلکہ اب انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ حقیقی ترقی روحانی طور پر ہندوستان یا باہر کے لوگوں سے پھیلے گی۔ پس ہمیں اپنی سست ترقی سے نا امید نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے اپنے وعدے کے موافق خود سامان کرتا ہے جس کی تیاری ہو رہی ہے طبائع احمدیت کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔

خدا کے وعدے پورے ہونگے

سنو! مسلمانوں کی ریاست مٹ جائیگی۔ روح القدس غالب ہوگا اب ہمیں سست نہیں ہونا چاہئے یہ وقت ہے خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اسکے وعدے ضرور پورے ہونگے آپکی آگے بہت قابل قدر ہے مگر اور بڑھ کر حقیقی دین کے اظہار کے لئے ہر طرح کے مال کے خرچ سے طاقت اور علم کے ذریعہ سے مدد کرو یقیناً یقیناً اسوقت کی آپکی معمولی مدد تابعے اور جانبازی سے بعد میں جب حق چمک اٹھیگا اور فوج در فوج لوگ دین حق اختیار کرینگے ان کے ڈھیروں سونے سے بڑھ جائیگی اسوقت خدا تعالیٰ کے فرشتے اس سچے دین کی مدد میں ہیں اٹھو کمر ہمت کس لو کہ آپ بھی فرشتوں کیساتھ ہو جاؤ تبلیغ حق ہر ایک کے لئے ضروری ہے پیچھے جو ابتلا آیا ہے اسکی ایک یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ احباب انفرادی کوششوں میں سست ہو گئے تھے اور بعض بڑوں کے سپرد یہ سارا کام کر دیا جنکو اسقدر گھمنڈ ہو گیا کہ یکہ خود برملا طور پر انکی سخت کلامی برداشت کرنی پڑی تھی وہی گھمنڈ آخر بغاوت کا موجب ہوا جو سچائی انکو ملی وہ جب وہ سب سے دوسرے تک پہنچاؤ۔

ترقی اسلام فنڈ کو مضبوط رکھو — حضرت مفتی صاحب کو بھیجو

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان - ۲۳ جنوری ۱۹۱۷ء

ایک نامعقول درخواست کا معقول جواب

ثناء اللہ امرتسری اور اس کا کوہاٹی نامہ نگار

جب کوئی قوم روحانیت کے لحاظ سے بالکل مردہ ہو جاتی ہے تو اس کے لئے ہر ایک روحانی بات چیستان سے زیادہ مشکل اور پہیلی سے زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ یہی حال آجکل کے ہمارے بعض مخالفین کا ہو رہا ہے۔ جنہوں نے عقل و فکر سے کام لینا بالکل ترک کر دیا ہے۔ اور ضد و شرارت سے ہم پر وہ وہ اعتراضات کرتے ہیں۔ جو ان سے پہلے بدبخت لوگ کر کے مغضوب علیہم کا لقب خدا تعالیٰ سے پا چکے ہیں ٭

کشوف اور رؤیا کوئی ایسی باتیں نہیں ہیں۔ جن کی نوعیت سے وہ لوگ ناواقف ہوں، جو مسلمان کہلاتے اور قرآن کریم کو ماننے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کریم میں کئی ایک جگہ کشوف و رؤیا کا ذکر ہے۔ اور نہایت تفصیل کے ساتھ ذکر ہے لیکن باوجود اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک کشف پر یہی لوگ ایسے ایسے اعتراضات کرتے ہیں کہ ان کی حالت کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔ اور ان کی روحانی موت پر بے انتہا رنج اور افسوس کے آنسو بہانے پڑتے ہیں ٭

چند ہی روز ہوئے مولوی ثناء اللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کے متعلق مولوی عبد اللہ صاحب سنوری کو ان الفاظ میں قسم کھانے کے کہا تھا کہ:-

"میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کے نام کی قسم کھا کر شہادت دیتا ہوں کہ میں نے مرزا صاحب کو قضاء و قدر کی مسل مذکور لکھتے اور خدا کے سامنے پیش کرنے اور خدا کو اس پر دستخط کرتے دیکھا"

ایک ایسے واقعہ کے متعلق جسے مولوی ثناء اللہ بھی کشف کے نام سے ہی نامزد کرتا ہے۔ ان مندرجہ بالا الفاظ میں قسم کھلانا اگر اس بات کا ثبوت نہیں کہ حق کی مخالفت نے مولوی ثناء اللہ کو اندھا کر دیا ہے۔ تو اور کیا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑھ کر اس کے ایک "کوہاٹی" نامہ نگار نے اسی کشف کے متعلق اہلحدیث نمبر ۔۔ میں "مرزا صاحب کی سرخ مسل کے متعلق ایک درخواست" کے عنوان سے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ان لوگوں کی حالت کو نہایت قابل رحم بتا رہا ہے۔ نامہ نگار مذکور کی نادانی اور جہالت کا ثبوت تو اس کے مضمون کی سرخی سے ہی مل جاتا ہے۔ کیونکہ اسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ جس مسل کے متعلق وہ درخواست کر رہا ہے وہ سرخ ہے یا کیا۔ اور سرخی کا تعلق مسل کے رنگ سے ہے یا کسی اور چیز سے۔ لیکن تعجب کہ مولوی ثناء اللہ کو کیا ہو گیا تھا جس نے "سرخ مسل" کے لئے درخواست کو اپنے اخبار میں شائع کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھ کر "درخواست ہذا معقول ہے" اصل بات یہ ہے کہ اگر نامہ نگار کے قلم سے نادانی اور جہالت نے یہ الفاظ نکلوائے۔ تو مولوی ثناء اللہ کی آنکھوں پر ضد اور عداوت نے پٹی باندھ رکھی تھی۔

نامہ نگار اپنی درخواست میں ہم سے مطالبہ کرتا ہے کہ

"جناب مرزا صاحب قادیانی کے جس مسودہ پر اللہ تعالیٰ نے سرخ روشنائی سے دستخط فرمائے ہیں وہ کاغذات اب کہاں اور کس کی تحویل میں ہیں۔ بندہ صرف اپنے متعلق بعض احکام دیکھنا چاہتا ہے۔ اور اگر بعض امورات کے متعلق نقل کی ضرورت ہو تو وہ کیسے اور کس طریق و شرح سے ملیگی"

یہ درخواست جس قدر نامعقول اور دور از عقل ہے۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دانا اور صاحب علم اصحاب خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کشفی امور کے متعلق اس طرح کا مطالبہ کرنا اگر جہالت نہیں تو شرارت پر ضرور مبنی ہے۔ اور حقیقی اسلام سے ناواقفیت یا جان بوجھ کر اس کی تذلیل اور توہین کرنا ہے کیا احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے کشفی امور مذکور نہیں ہیں۔ جن کے متعلق اگر اسی طرح کا مطالبہ کیا جائے تو ہر ایک صاحب ہوش و خرد انسان پاؤں کی ٹھوکر سے اسے ٹھکرا دے گا۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ "ایک کوہاٹی" کے اس مطالبہ کو کچھ وقعت دی جائے۔ اور اسے نہایت نفرت اور حقارت سے ردی کی ٹوکری میں نہ پھینک دیا جائے ہم یہاں مولوی ثناء اللہ اور اس کے نامہ نگار کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ لیکن پیشتر اسکے کہ ہم اس حدیث کو پیش کر کے کچھ کہیں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس کشف سے جس کے متعلق مسل دیکھنے کی درخواست کی گئی ہے اس حدیث کو خاص نسبت اور مطابقت ہے۔ اور وہ یہ کہ جس طرح اس کشف میں قضاء و قدر کے متعلق احکامات کا نفاذ دکھایا گیا ہے۔ اسی طرح اس حدیث کو بھی اسی مطلب کے لحاظ سے محدثین نے ایمان بالقدر کے باب میں ہی رکھا ہے۔ اور زیادہ لطف کی بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کشف کے خاص راوی کا نام "عبداللہ" ہے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے راوی اول کا نام بھی "عبداللہ" ہی ہے۔ یہ دونوں باتیں ایسی ہیں۔ جن کا لطف صاحب مذاق ہی اٹھا سکتے ہیں ٭

حدیث یہ ہے:- عن عبد اللہ بن عمرو قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی یدہ کتابان فقال اتدرون ما ھذان الکتابان قلنا لا یا رسول اللہ الا ان تخبرنا فقال للذی فی یدہ الیمنی ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل الجنۃ واسماء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا ثم قال للذی فی شمالہ ھذا کتاب من رب العالمین فیہ اسماء اھل النار واسماء آبائھم وقبائلھم ثم اجمل علی آخرھم فلا یزاد فیھم ولا ینقص منھم ابدا۔ الحدیث

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک کتاب تھی۔ آپ نے فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا کتابیں ہیں۔ ہم نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ یہ کتاب جو میرے دائیں ہاتھ میں ہے یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ اس میں اہل جنت کے نام ان کے باپوں اور قبائل کے نام ہیں۔ اور اخیر میں ان کی میزان دیدی گئی ہے اس سے نہ وہ کم ہوں گے نہ زیادہ۔ اسی طرح جو بائیں ہاتھ میں ہے۔ وہ بھی رب العالمین کی طرف سے کتاب ہے۔ اس میں دوزخیوں۔ ان کے باپوں اور ان کے قبائل کے نام ہیں اور اخیر میں میزان دیدی گئی ہے۔ اس سے وہ نہ کم ہوں گے اور نہ زیادہ ٭

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ایسی کتابیں صحابہ کو دکھائی تھیں۔ جن میں سے ایک میں اہل جنت اور ان کے باپوں اور قبائل کے نام درج تھے۔ اور دوسری میں دوزخیوں اور ان کے باپوں اور ان کے قبائل کے۔ اور آخر میں دوزخیوں اور جنتیوں کی میزان دیگئی تھی جس میں کمی ہوگی نہ بیشی۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا مولوی ثناء اللہ اور اس کے کوئی نامہ نگار نے معلوم کرلیا ہے کہ وہ دونوں کتابیں جن کا مذکورہ بالا حدیث میں ذکر ہے۔ اور جن کو نہ صرف عبداللہ بن عمرو نے دیکھا بلکہ اور بھی بہت سے صحابہ نے دیکھا۔ اور جن کی حقیقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو سمجھائی "وہ کہاں اور کس کی تحویل میں ہیں"۔ اور اگر نہیں یا اس لائبریری کا ابھی تک کچھ ہی پتہ نہیں ملا۔ جس میں یہ دونوں کتابیں موجود ہیں تو انہیں چاہیئے کہ جبکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ان کتابوں کا پتہ نہیں۔ اور اگر ثناء اللہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ان دونوں کتابوں کی نسبت یہ امور معلوم ہیں۔ اور اس کو پتہ ہو کہ فلاں شخص کی تحویل میں یہ کتابیں رکھی ہوئی ہیں تو ہم اُسے بتائی دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی مسل بھی اسی کی تحویل میں ہے۔ امید ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ بھی شائع کرینگے کہ ان کو اور ان کے کوئی نامہ نگار کو ان دونوں کتابوں میں سے کس کتاب میں درج ہے۔ لیکن تحقیق کے لئے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا جاوے۔ کہ اگر ہم ان کتابوں کو دیکھنا چاہیں یا ان سے کسی [illegible] یا جزو کی نقل کی ضرورت ہو تو وہ کیسے اور کس طریق [illegible] سے ملیگی"۔ وہ کتابیں کسی اہلحدیث کے پاس ہوں۔ یا کسی لائبریری میں موجود ہوں یا کسی کتب خانہ میں رکھی ہوں تو پتہ بتلا دیا جائے کیونکہ ہم نہایت شوق سے انکو دیکھنے کے منتظر ہیں۔ لیکن اگر ان کتابوں کے دکھانے میں لیت و لعل کی جائے یا کوئی جواب دینے کی تکلیف اٹھائی جائے۔ تو ماہو جوابکم فہو جوابنا۔

امید ہے۔ کہ کوئی صاحب اور میں ثناء اللہ صاحب کو اپنی درخواست کی نامعقولیت کا خوب علم ہو گیا ہوگا۔ اور وہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرینگے۔

انجمن ترقی اسلام

ہمارے احباب کو یہ امر خوب معلوم ہے کہ خلافت ثانیہ کے دور مبارک کے برکات میں سے انجمن ترقی اسلام کا وجود بھی ایک بہت بڑی برکت ہے۔ اس انجمن نے اپنے زمانہ قیام سے اسوقت تک جو کہ ایک قلیل عرصہ ہے۔ جو کام کیا ہے۔ اسکو پیش نظر رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ جس مقصد اور مدعا کے لئے اس کو قائم کیا گیا تھا وہ نہایت عمدگی سے پورا ہو رہا ہے۔ اور آیندہ اس سے بھی زیادہ کامیابی کے ساتھ پورا ہو سکیگا۔ اسوقت تک مندرجہ ذیل طریق سے یہ انجمن اپنے فرائض کو ادا کر رہی ہے:

(۱) تبلیغ ممالک غیر میں۔ اس کام کے لئے ولایت میں قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی۔ اور ماریشس میں صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے انجمن کی طرف سے مقرر ہیں۔ ان کے علاوہ سیرالیون (مغربی افریقہ) سیلون۔ آسٹریلیا اور امریکہ میں بھی اسی انجمن کی تحریک سے وہیں کے پرجوش احباب تبلیغ کرتے رہتے ہیں (۲) خط و کتابت کے ذریعہ تبلیغ کیجاتی ہے۔ جس کے نتائج بہت مفید اور امید افزا نکل رہے ہیں۔ اور ممالک غیر سے کئی ایک اصحاب داخل سلسلہ ہوئے ہیں (۳) اندرون ملک میں تبلیغ کے لئے انجمن کی طرف سے مختلف علاقوں پر مختلف مبلغ متعین کئے گئے ہیں۔ جن کی تعداد ۱۲ ہے (۴) ان کے علاوہ چند علماء خاص قادیان میں بھی مختلف خدمات پر مقرر ہیں اور وقتاً فوقتاً جہاں کہیں ضرورت ہوتی ہے۔ وعظ اور تبلیغ۔ بحث اور مناظرہ کے لئے بھیجے جاتے ہیں (۵) ایک نہایت ضروری اور مفید کام ترقی اسلام نے احمدی مدارس کا قائم کرنا اپنے ذمہ لے رکھا ہے۔ اس طریق سے جہاں احمدی جماعت کے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ وہاں تبلیغ اور اشاعت دین کے لئے مدارس ایک عمدہ ذریعہ ہیں اس وقت انجمن کے ماتحت مدارس کی تعداد ۳۸ ہے۔ اور دن بدن اس تعداد کے بڑھانے کی کوشش کی جا رہی ہے (۶) اس انجمن نے سب سے اہم اور عظیم الشان جو کام اپنے ذمہ لیا ہوا ہے وہ قرآن کریم کا انگریزی اور اردو ترجمہ ہے۔ جس کا پہلا پارہ خاص شان سے اردو اور انگریزی میں شائع ہو چکا ہے۔

ان سب صیغہ جات کے اخراجات اور انتظامات کی ذمہ وار انجمن ترقی اسلام ہے۔ اور باوجود اس کے کہ یہی مدات بہت بڑے اخراجات کو چاہتی ہیں۔ ترقی اسلام مندرجہ ذیل معاملات کو بھی برداشت کرتی ہے۔ (۱) مبلغین کو تنخواہ کے وظائف اور مصارف تعلیم (۲) مساکین اور غیر مستطیع طلباء کی امداد (۳) مؤلفۃ القلوب کی ذیل میں نو مسلموں وغیرہ کی خبرگیری (۴) بیعت افراد سلسلہ کی دستگیری (۵) تبلیغی لٹریچر کا تقسیم کرنا (۶) انگریزی مبلغین کی کتب و رسائل وغیرہ سے مدد کرنا (۷) یتامیٰ و بیوگان کی خبرگیری (۸) غیر مبائعین میں ضروری کتب و رسائل کی مفت تقسیم۔

ان تمام صیغہ جات کے اخراجات کا اندازہ اڑھائی ہزار روپیہ ماہوار یا تیس ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ اس روپیہ کو پورا کرنا ہماری جماعت کا اولین فرض ہے۔ کارکنان ترقی اسلام نے کاروبار کا جو خاکہ ہم نے اوپر کھینچا ہے۔ اس کے مفید اور ضروری ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ اور پھر اس حالت میں جبکہ نہایت عمدہ اور مفید نتائج مترتب ہو رہے ہوں۔ پس ہم تمام احمدی احباب کو توجہ دلاتے ہیں کہ انہوں نے ترقی اسلام کے لئے جو وعدے کئے ہوئے ہیں ان کو بہت جلد پورا کریں۔ دوسرے انجمن ترقی اسلام کے لئے نہایت باقاعدگی سے ماہوار چندہ بھیجا جائے۔ اور اس بات کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ ترقی اسلام کے چندہ میں کسی قسم کی سستی اور کوتاہی نہ ہو۔

اگر ہماری جماعت ترقی اسلام کے مالی پہلو کو اچھی طرح مضبوط بنا دے۔ تو ہم خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے امید رکھتے ہیں کہ ہمارے لئے ترقی کے خاص سامان پیدا ہو جائینگے پس احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ اس انجمن کی امداد میں ہرگز توقف یا کوتاہی نہ فرماویں۔ کیونکہ [illegible] جماعت کے [illegible] کی غرض ہی یہی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا سچا دین [illegible] عالم میں پھیل جائے اور گم گشتہ راہ ہدیٰ کو صراط مستقیم دکھایا جائے۔ اب جبکہ اسی کام کو خاص طور پر سرانجام دینے کے لئے انجمن ترقی اسلام قائم کیگئی ہے۔ تو کس قدر افسوس ہے۔ اس احمدی پر جو اس انجمن کی ہر ممکن طریق سے مدد نہیں کرتا۔ کیونکہ انجمن ترقی اسلام کی مدد کرنا اس انجمن کی مدد کرنا نہیں۔ بلکہ اپنا وہ فرض ادا کرنا ہے جو خدا تعالیٰ نے قرار دیا ہے۔

امید ہے کہ احباب کرام اس فرض کو اچھی طرح ادا کرکے خدا تعالیٰ سے اجر عظیم پائینگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبۂ جمعہ

خدا کے فضلوں کو دیکھکر زیادہ شکرگذار بنو

از حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۵ جنوری ۱۹۱۷ء

اللہ تعالیٰ کے احسانات کو جو اس کے اپنے بندوں پر ہیں کون ہے جو گن سکے۔ وہ احسانات اپنے اندر عجیب ذریت رکھتے ہیں۔ اگر ہماری جماعت کے لوگ ان احسانات کو گنیں۔ جو اُن پر ہیں۔ تو کوئی شخص ان کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ کوئی جماعت ان انعامات کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہماری جماعت پر ہو رہے ہیں۔ اگرچہ سب ہی لوگوں پر فرض ہے۔ کہ خدا کے احسانات پر الحمد کہیں۔ مگر ہماری جماعت پر تو خاص طور پر فرض ہے کہ وہ الحمد للہ کہے۔

اللہ تعالیٰ کس کس رنگ میں ہماری نصرت فرماتا اور کس کس طرح ہمارے دشمنوں کو ذلیل کرتا ہے کہ بے اختیار الحمد للہ کہنے کو جی چاہتا ہے۔

اللہ تو مالک اور بادشاہ ہے۔ مخلوق میں سے بھی اگر کوئی شخص احسان کرے۔ تو ہم کس طرح اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر اسکی خدمت کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس کے احسان کا بدلہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا انسان کے شکریہ کے ادا کرنے کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹا ہے۔ اور وہ یہ کہ انسان زبان سے خدا تعالیٰ کے احسانات کا اقرار کرے یعنی صرف زبانی اقرار ہی شکریہ ہے۔

یہ بھی خدا تعالیٰ کا اپنے بندوں پر بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس کے احسانات تو اس قدر ہیں کہ کوئی گن بھی نہیں سکتا۔ مگر ان کا شکریہ نہایت آسان ہے۔ لیکن افسوس کہ بہت سے انسان ہیں جو زبان اور دل سے بھی خدا کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔

یوں تو ہر سال ہی ہماری جماعت کو مشکلات پیش آتی ہیں۔ مگر چند سال سے وہ لوگ جو ہماری جماعت سے الگ ہو گئے ہیں۔ خواہ وہ احمدی کہلائیں۔ مگر ہماری جماعت میں نہیں ہیں انکی طرف سے ہمارے خلاف بہت زیادہ کوشش ہو رہی ہے اور وہ ہر طرح نقصان پہنچانے میں لگے رہتے ہیں۔ مگر نتیجہ کا وقت سالانہ جلسہ ہوتا ہے۔ اس پر معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی کوششیں ہمارے خلاف کس قدر کامیاب ہوئی ہیں اور انہوں نے ہماری جماعت کو کیا نقصان پہنچایا ہے۔ ۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ پر جو ان لوگوں کے الگ ہونے کے بعد پہلا جلسہ تھا۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بتا دیا تھا کہ اس جلسہ پر پہلے سالوں کی نسبت زیادہ لوگ آئے اور زیادہ کامیاب جلسہ ہوا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے ولایت سے آکر تمام ہندوستان کا دورہ کیا۔ اور ہمارے خلاف لوگوں کے دلوں میں شکوک پیدا کرنے اور بُرے خیالات پھیلانے میں جسقدر زور لگا سکتا تھا لگایا۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۹۱۵ء کا جلسہ پہلے کی نسبت بھی زیادہ کامیاب ہوا۔ اس سال انہوں نے مولوی محمد احسن کو بت بنایا۔ اور کوشش کی کہ جماعت کو توڑ دیں۔ مگر ۱۹۱۶ء کا جلسہ خدا کے فضل سے تمام پہلے جلسوں کی نسبت بہت زیادہ کامیاب ہوا۔ اور ہر طرح کامیاب رہا۔ اس میں بہت زیادہ لوگ آئے۔ اور ان کے جوش اور اخلاص پہلے کی نسبت بڑھے ہوئے تھے۔ ہم میں سے کون انسان ہے جس نے لوگوں کے دلوں پر قبضہ کیا ہو۔ مجھ کو تو خدا نے یہ خلافت کا کام سپرد کیا ہے۔ لیکن مجھے تو یہ دعوےٰ نہیں۔ پھر اور کون ہے۔ جو دعوےٰ کرے کہ وہ لوگوں کے دلوں پر قبضہ رکھتا ہے۔ دلوں کو قابو میں رکھنا اور ایک طرف جھکا دینا صرف خدا تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہے اور کسی کو اس میں کچھ دخل نہیں خدا تعالیٰ ہی ہے جو دلوں کو کھینچ کر لے آتا اور ہم میں شامل کرتا ہے اور وہی ہے جو ہر روز ہمیں ترقی دیتا ہے۔ ہمیں ہر ایک قوم سے مقابلہ ہے۔ گویا کہ ہم بتیس دانتوں میں ہیں ایک طرف مسلمان ہم پر دانت پیس رہے ہیں، دوسری طرف سکھ اور عیسائی اور ہندوؤں کا ہم سے مقابلہ ہے غرض ہر ایک قوم ہم سے مقابلہ کر رہی ہے۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت ہمارے شامل حال ہے۔ اس لئے ہم کسی سے دبکر نہیں رہتے۔ اس نصرت خداوندی پر جسقدر بھی شکریہ ادا کیا جاوے۔ کم ہے۔

شکریہ کے معنے یہ نہیں ہیں کہ اب ہم بیٹھ جائیں۔ اور عمل میں کوشش نہ کریں۔ بلکہ ہم میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ عمل میں ترقی کرے۔ صحابہ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور ہم تو عمل میں کوشش اسلئے کرتے ہیں کہ ہمارے گناہ معاف ہوں لیکن آپکے تو خدا نے سب اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں آپ کیوں اسقدر کوشش کرتے ہیں یہ سنکر آپکا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا۔ کیا میں تم سے زیادہ اتقا نہیں ہوں۔ پھر فرمایا کہ کیا میں عبد شکور نہ بنوں۔ سب سے عبادت شکر کے طور پہ ہے کیونکہ جسپر زیادہ فضل ہو وہ زیادہ مستحق ہے کہ دوسروں سے بہت زیادہ عبادت اور شکر گذاری کرے۔ تو خدا تعالیٰ کے فضلوں کا نتیجہ سستی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ عبادت اور شکر گذاری میں اور بڑھنا چاہیئے۔

یہاں رہنے والے دوست خوب سن لیں اور باہر کے دوستوں کو اخبار کے ذریعہ یہ بات پہنچ جائیگی کہ ہماری جماعت کے لوگ شکرگذاری میں اور بڑھیں۔ اور انکی کوششوں میں اور زیادہ ترقی ہو۔ یہ نہ ہو کہ جلسہ کے دنوں میں جو جوش و اخلاص آپ لوگوں نے دکھایا ہے۔ اور جو معرفت اندنوں حاصل ہوئی ہے اسکو اور زیادہ نہ بڑھاؤ۔ اور اس میں ترقی نہ کرو۔ یہ سب خدا کے فضل کے نظارے ہیں جو آپ لوگوں نے دیکھے ہیں۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ خدا کی حمد و ثنا میں اور بڑھیں۔ اور اپنی کوشش اور سعی کو اور زیادہ وسیع کریں۔ دیکھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کس پر خدا کے فضل ہونگے۔ لیکن جسقدر آپ پر خدا کے فضل اور احسان ہیں اسی قدر آپ عبادت اور شکر گذاری میں بھی سب سے بڑھ کر تھے۔

نادان ہے وہ شخص جس نے کہا ؎

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

کیونکہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کیا کرتے۔ بلکہ اور زیادہ شکر گذار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔ پس تم لوگ پہلے کی نسبت زیادہ شکرگذار بن جاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے۔ اگر تم اسپر شکر کرو گے۔ تو میں اور زیادہ دونگا۔

اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو شکر گذار بنائے اور پہلے کی نسبت زیادہ فیضان الٰہی حاصل کرنے کے قابل ٹھہرائے آمین یا رب العالمین۔

سیّد محمد احسن امروہوی نازک حالت میں

(از جناب مولانا مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب)

مولوی سید محمد احسن صاحب کی کتاب المسیح پڑھنے سے مجھ غالب اُمید ہی کہ ان کے بیٹوں میں سے اور ان کے دوستوں اور ساتھیوں میں سے اگر کوئی ان کی کتاب کو لکھنے والا ان کا سچا خیرخواہ ہے۔ تو وہ مناسبات کی کوشش کرے گا کہ جناب سید صاحب کی آیندہ کوئی نئی تصنیف شائع نہ ہو۔ یا کم از کم جب تک آپکا علاج ہوکر آپ کی حالت درست نہ ہو جائے۔ تب تک کوئی نئی تصنیف نہ شائع ہو۔ کیونکہ آپ کی یہ تصنیف ایسی باتوں پر تھی۔ جو کہ ان کی عالمانہ شہرت کی مزیل تھیں یا بلفظ دیگر یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس میں ایسی باتیں کثرت سے لکھی ہوئی موجود ہیں۔ جو کہ ہوش و حواس قائم ہونے کی حالت میں ایک متقی بلکہ شریف انسان کبھی نہیں لکھ سکتا ؞

پہلی مثال

مثلاً فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم الایۃ کی نسبت یہ لکھنا کہ "پھر وہ نفی ایمان کی جو حرف اٰن کے ساتھ ہے۔ جو تحقیق مضمون جملہ کے لئے آتا ہے" المسیح صفحہ ۵ سطر ۲۱ و ۲۲۔ حالانکہ آیت سامنے لکھی ہوئی ہے۔ اور اس میں نفی ایمان سے پہلے کیا بلکہ ساری آیت میں کوئی اٰن نہیں ہے۔ اور نہ کوئی نفی ایمان بصورت جملہ اسمیہ ہے۔ جس کی تحقیق کے لئے اٰن آیا کرتا ہی بلکہ نفی ایمان یہاں پر لا یؤمنون کے ساتھ کیگئی ہے۔ جو کہ جملہ فعلیہ ہے۔ اور جملہ فعلیہ کی تحقیق کے لئے کبھی بھی اٰن نہیں آیا کرتا ؞

دوسری مثال

پھر ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے بارہ میں کہ "المسیح عیسیٰ بن مریم" بعد لکھ دیا کہ "یہ بشارت باسم احمد مذکور ہے" المسیح صفحہ ۳ سطر آخری۔ حالانکہ اس بشارت میں ہرگز اسم احمد نہیں آیا ؞

تیسری مثال

اسی طرح یہ لکھنا کہ "ورس ۲۶ تمہارا باپ خدا نے اپنے بیٹے مسیح کو اٹھانے کے پہلے اس نبی عظیم الشان کے زمانے بھیجا" حالانکہ بائبل میں یہ فقرہ بالکل نہیں ہے کہ "وہ پہلے اس نبی عظیم الشان کے زمانہ سے" ؞

چوتھی مثال

اسی طرح یہ لکھنا کہ "بس یہ کہنا کہ پیشگوئی مندرجہ سورہ صف کی اصل میں حضرت مسیح موعود کی شان میں ہے۔ اسی لئے کہ آپ کا نام والدین نے احمد رکھا تھا۔ مگر چونکہ حضرت خاتم النبیین جامع تمام اوصاف کے ہیں۔ اسی لئے ثانوی طور پر آپ بھی احمد ہیں" حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اور آپ کے خدام نے کبھی یہ نہیں کہا کہ حضرت خاتم النبیین ثانوی طور پر احمد ہیں اور ہرگز ہرگز نہیں کہا ؞

یا مخبوط الحواسی نہیں تو افترا ہے

بس کیا ایک شریف اور متقی انسان ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے اس طرح قرآن مجید میں از خود کوئی کلمہ زائد کر سکتا ہے یا حدیث رسول اللہ میں از خود کوئی لفظ زائد کر سکتا ہے یا کسی کتاب کے حوالہ میں از خود عبارت زائد درج کر سکتا ہے۔ یا ایک زندہ صاحب تصنیف شخص پر ایسا افترا کر سکتا ہے کہ اس نے فلاں بات کہی ہے حالانکہ وہ نہ اس نے کہی ہو۔ اور نہ اس کی تحریروں سے ثابت ہو سکتی ہو۔ ہم چیلنج دیتے ہیں کہ سید محمد احسن صاحب نے اگر وہ افترا نہیں کیا (جس کا کرنیوالا اللہ کے نزدیک لعنتی اور خلق خدا کے نزدیک شیطان کا بھائی بلکہ اس سے بھی بدتر ہوتا ہے) تو پھر وہ اس کا ثبوت دیں۔ ورنہ یا وہ اس افترا سے توبہ شائع کریں یا ہم کو اجازت دیں کہ ہم ان کو مفتری یا مخبوط الحواس یقین کریں۔ بس ایسی باتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ یا تو عمر کی زیادتی سے یہ نقص پیدا ہو گیا ہے یا خدانخواستہ اسی مرض کا پھر عود ہوا ہے۔ جس کا علاج حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ نے برومائڈ وغیرہ کے ساتھ فرمایا تھا۔ بس اگر پہلی صورت ہوتی۔ تو ہمیشہ کے لئے ان کی تصنیف کو روک دیتے۔ اور دوسری ہوتی تو تا صحت روک دیتے ؞

پانچویں مثال

یُوں تو القول الممجد میں بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جن کو ہوش و حواس کے قیام کی حالت میں انسان نہ زبان پر لا سکتا ہے اور نہ لکھ سکتا۔ مثلاً ایک طرف یہ لکھنا کہ آیت کے سیاق سباق اور سورہ صف کے نام اور واقعات اور کتب لغت سے ثابت ہے کہ احمد جلالی نام ہے۔ اور اس کے خلاف لکھنے سے قرآن مجید کی بلاغت کے بالکل خلاف ہوتا ہے۔ جیسا کہ صفحہ ۱۲ و صفحہ ۱۳ پر لکھا۔ اور دوسری طرف پھر احمد کے جمالی ہونے کو بھی نکتہ لطیفہ لکھنا۔ گویا جو لغت اور قرآنی سیاق و سباق اور واقعات کے خلاف ہو۔ وہ بھی نکتہ اور پھر لطیفہ ہو سکتا ہے یا کوئی ذی عقل یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ احمد کا جمالی ہونا ہی نکتہ لطیفہ ہے۔ اور احمد کا جلالی ہونا ہی نکتہ ہے جیسا کہ صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے۔

چھٹی مثال

یا مثلاً ایک ہی کتاب میں ایک طرف یہ لکھنا کہ "یہ احادیث ضعاف ہیں ۔۔۔ حضرت جری بھی حکم عدل ہو سکتے ہیں" صفحہ ۸ اور دوسری طرف لکھنا کہ "میرے نزدیک حدیث ضعیف بھی اقوال و الہامات سے مقدم ہے" ٹائیٹل پیج صفحہ ۲ اور پھر تیسری طرف یہ بھی کہنا کہ خصوصاً الہامات قطعیہ حضرت اقدس صفحہ ۲ جب ضعیف حدیث میں حکم ہوئے تو اسکو رد بھی کر سکتے ہیں۔ گر حدیث ضعیف آپ کے قول کو رد کر دیتی ہے۔ پھر حدیث ضعیف الہامات کو رد کرتی ہے۔ اور حدیث ضعیف ظنی اور الہامات قطعی بھی اور قطعی کا مقابلہ ظنی کبھی نہیں کر سکتا۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئاً ؞

سید امروہوی کی نازک حالت

بس اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ ہوش و حواس کے قیام کی حالت میں ایسی باتیں کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ مگر جو باتیں میں نے پہلے لکھی ہیں۔ ان میں اس سے علاوہ یہ بھی ہے کہ ان میں تحریف اور کذب یا افترا ہے۔ جو کہ ایک عالم پھر مسلمان بلکہ شریف انسان کی شان کے بالکل خلاف ہو۔ کیا آیۃ کریمہ جو سامنے لکھی ہوئی ہے۔ اس میں اٰن زائد از خود بیان کرنا عقل و حواس کے خلاف نہیں ؟ یہ کلام الٰہی میں تحریف نہیں۔ جو کہ ایمان کے خلاف اور یہود کا خاصہ ہے۔ اور کیا جملہ فعلیہ کی تحقیق کے لئے اٰن بیان کرنا مزیل شان علمیت نہیں کیا مولوی صاحب یا ان کے مددگار اس بات کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ یا کسی اور شخص نے آنحضرت صلعم کو ثانوی طور پر احمد یا اسمہ احمد کا مصداق لکھا ہے۔ اور اگر دے سکیں۔ اور ہرگز قیامت تک کبھی نہ دے سکیں گے تو کیا یہ کذب بہتان اور افترا محض نہیں۔ کیا کذاب مفتری ہونا ایسے عالم کی شان کو خاک میں ملانیوالا نہیں۔ ہاں اگر ارذل العمر کے باعث یا بیماری کے دورہ کے باعث حواس قائم نہیں رہتے تو مولانا کا دامن تو کذب بہتان اور افترا و تحریف سے پاک ہے۔ لیکن پھر اس کا گناہ ان کے بیٹوں اور ساتھیوں کے سر پر ہے

جو اس کا خوی عمر میں ایسے فاضل کو سدرۃ کا بکا بناتے ہیں اور باوجود علم کے ان کی اس بے ہوشی اور بے حسی کے زمانہ کی تحریرات کو اپنی اغراض کے لئے شائع کر کے اس قابل رحم بزرگ کی پردہ دری کراتے ہیں ۔

القول المجید کے بعد اظہار النصائح دیکھو

القول المجید کی نسبت تو یہ عذر ہو سکتا تھا کہ لاعلمی میں شائع ہو گئی۔ گو یہ عذر بھی غلط ہے کیونکہ آپ کے فرزند رشید محمد یعقوب صاحب اس کے منشی اور شائع کرنے والے تھے۔ لیکن نہایت تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ المجید کی اشاعت کے بعد اظہار النصائح نام ایک اور رسالہ آپ کا شائع کر دیا گیا ہے جس میں المجید سے بھی زیادہ ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو کہ مزیل شان عالمیت اور کذب بہتان اور تحریف وافترا ہیں یا بصورت دیگر بے ہوش و بدحواس ہونے کی مثبت ہیں۔ مگر جہاں تک میرا خیال ہے اس کے عند اللہ جوابدہ وہی لوگ ہیں جو کہ اس حالت کو جانتے ہوئے پھر مولوی صاحب کی عزت اور شہرت کو اپنی اغراض پر قربان کر رہے ہیں۔ اور المجید کی مزیل شان باتوں کے مجموعہ عظیمہ کو دیکھتے ہوئے پھر اظہار النصائح شائع کراتے ہیں۔ میں اب اظہار النصائح کے چند فقرات کا اظہار کرتا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کے یاران طریقت کی نسبت مکرر تحریر سے یہ ثابت نہ ہو چکا ہوتا کہ ان کی حضرت مسیح موعود کی عظمت اور ادب محبت کی حس مر چکی ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے خدا کے مسیح کو سب و شتم کرنے والوں کے ساتھ ان کے دوستانہ مراسم ہیں اور جو کہتا ہے کہ خدا کے مسیح میں یہ ایک برائی تھی کہ آپ کو نبی کہلانے کا بڑا شوق تھا اس کو بھی یہ مخلص احمدی لکھ رہے ہیں ۔

امروہوی صاحب مسیح موعود کو موت فجارۃ کا شکار بناتے ہیں

تو میں اظہار النصائح کے صفحہ ۲۲ میں سے جو پہلے لکھتا کہ کیا ایک شخص احمدی کہلاتا ہوا ہوش و حواس قائم رکھتے ہوئے یہ لکھ سکتا ہے کہ اچانک مرنا ایسی بری چیز ہے جس سے آنحضرت نے پناہ مانگی ہے۔ اور جس کی بیعت کی ہوئی ہے۔ وہ اچانک مر گیا ہے۔ لہٰذا یہ ذلت اور رسوائی اس پر قائم رہی۔ حالانکہ اس کا الہام یہ تھا کہ لا نبقی لک من المخزیات شیئاً خلاصہ صفحہ ۲۵ ۔ یہ ہم مانتے ہیں کہ بعض اوقات کسی ایک فریق کے قول سے کوئی نقص امام پر عائد ہوتا ہے۔ تو اس کو دوسرا فریق ذکر کر دیتا ہے۔ اور اس میں کوئی حرج کی بات نہیں مگر موت فجارۃ کا برا ہونا بھی ہمارے کسی قول سے لازم نہیں آتا۔ بلکہ اگر برا ہے تو نفس الامر میں اور سب کے نزدیک۔ اور حضرت صاحب کی موت اگر فجارۃ ہوئی ہے۔ تو یہ بھی ہمارے کسی قول سے لازم نہیں بلکہ نفس الامر میں ہو گی۔ تو پھر اس کا ذکر کرنا بجز اپنے امام پر حملہ کرنے کے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ اعتراض ہے تو سب احمدیوں پر نہ کسی ایک فریق پر۔ اور اس کا جواب بھی کسی ایک فریق کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھ سکتا۔ پس ایسے گندہ اعتراض کا ذکر ہوش و حواس قائم ہونے کی حالت میں ایک احمدی سے نہیں ہو سکتا۔ پس اعتراض کرنے والا یا احمدی نہیں یا ہوش و حواس میں کچھ فرق ہے۔ لیکن یہ حس ہی نہیں نظر آتی۔ کہ خدا کے مسیح پر ایسا گندہ اعتراض کچھ برا معلوم ہو۔ میں یہاں پر اظہار النصائح کے دو صریح افترا اور کذب بہتان ذکر کرتا ہوں۔ جن سے کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا ۔

حضرت خلیفہ ثانی کی طرف ایک بات افترا منسوب کر دی

حضرت خلیفہ ثانی نے مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد والی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اس پیشگوئی کا مصداق مسیح موعود ہی ہونے کے جہاں اور کئی ثبوت دیئے ہیں۔ وہاں ایک یہ ثبوت بھی دیا ہے کہ اس میں یدعیٰ الی الاسلام آیا ہے۔ پس یہ آیات نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم داعی الی الاسلام تھے نہ کہ مدعو الی الاسلام۔ اس پر جو مخالفین کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ یدعیٰ الی الاسلام سے مراد کفار ہیں۔ تو اس کا جواب حضرت خلیفہ ثانی نے یہ دیا ہے ۔

آیت کریمہ میں افترا علی اللہ کا ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی ایسے شخص کا ذکر ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی نسبت کوئی بات کہتا ہے یعنی مدعی ہے۔ اور قرآن کریم میں کسی ایک جگہ بھی منکر کی نسبت مفتری علی اللہ کا لفظ نہیں آیا۔ بلکہ یہ لفظ جب استعمال ہوا ہے۔ مدعی کی نسبت ہی ہوا ہے۔ چنانچہ کفار کی نسبت بھی جب یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو پہلے ان کا دعوے بیان کیا ہے۔ غرض افترا علی اللہ کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کوئی مدعی ہے۔ اب ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں۔ تو ان میں کفار کا کوئی دعویٰ ایسا بیان نہیں۔ جو وہ خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوں بلکہ صرف ان کا انکار بیان ہے اور منکر کی نسبت مفتری علی اللہ نہیں کہتے۔ پس کفار اس آیت میں مراد نہیں ہو سکتے۔ بلکہ مدعی رسالت ہی کا اس آیت میں ذکر ہے کہ اگر وہ نعوذ باللہ اس حالت میں جھوٹ بول رہا ہے کہ اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے تو ہلاک کیوں نہیں ہو جاتا ۔ (صفحہ ۲۳ انوار خلافت)

ناظرین کرام اس خط کشیدہ بالا اقتباس کو غور سے پڑھیں۔ اور اب اظہار النصائح کا صفحہ ۲ پڑھیں۔ سید محمد احسن صاحب امروہوی باہیں دعویٰ علم و فضل و تقویٰ لکھتے ہیں:۔

"افترا کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے کہ قرآن میں کسی ایک جگہ بھی کفار کا کوئی دعوے ایسا بیان نہیں۔ جو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہوں۔ اور منکر کی نسبت مفتری علی اللہ کا لفظ نہیں آیا۔ یہ سب غلط ہے۔ دیکھو آیات ذیل کو فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیہم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔ کیا یہ آیت غلط ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ ھذا من عند اللہ اور کیا یہ خدا کی طرف منسوب نہیں کیا گیا" (اظہار النصائح)

حضرت خلیفہ ثانی کے اصل الفاظ کو پڑھئے۔ وہ تو خود اقرار فرما رہے ہیں کہ کفار کی نسبت بھی جب یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو پہلے ان کا دعوے بیان کیا ہے۔ یعنی کافروں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مگر پہلے ان کا دعوے بیان کر لیا ہے اور سید صاحب آپ کی طرف یہ جملہ منسوب کرتے ہیں۔

"جو لکھا ہے کہ قرآن میں کسی ایک جگہ بھی کفار کا کوئی دعوے ایسا بیان نہیں جو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہوں"

اب بتائیے کہ آیا یہ کذب خالص۔ افترا محض اور بہتان عظیم ہے یا نہیں کیونکہ یہ جملہ نہ انوار خلافت میں لکھا ہوا ہے اور نہ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی کسی اور کتاب یا تحریر میں لکھا ہوا ہے۔ اور نہ آپ کے خدام میں سے کسی نے لکھا ہے۔ اگر یہ کہیں لکھا ہوا ہے تو مولوی صاحب اور آپ کے دوست و مددگار اس کا پتہ اور حوالہ دیں۔ مگر ہم اللہ تعالےٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے دعوے سے کہتے ہیں کہ قیامت تک اس کا پتہ اور حوالہ ہرگز ہرگز کوئی نہیں دے سکتا۔ اور یہاں پر کوئی یہ بھی خیال کر سکتا تھا کہ ناظم نے

کہ یہ کہیں بھی نہیں لکھا ہوا۔ مگر مولانا صاحب نے سہواً ایسا لکھ دیا ہے اور اس میں کوئی ایسا بڑا قصور ہو گیا۔ آخر سہواً بعض اوقات غلط بات دوسرے فریق یا شخص کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اور حدیث صحیح میں آچکا ہے۔ کہ رفع عن امتی الخطاء والنسیان لیکن اس کی نسبت عرض ہے۔ کہ خدا وند تعالیٰ نے اس غلطی کی گنجائش بھی یہاں پر نہیں رہنے دی۔ اس طرح پر کہ مولانا صاحب کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اسی مسودہ کے حاشیہ میں اصل حوالہ درج کرا دیا ہے۔ جس میں تحریف بجا کر کے ایسا بنا دیا گیا ہے۔ چنانچہ حاشیہ میں لکھا ہے کہ (دو آپ خود اقرار کرتے ہیں دیکھو صفحہ ۴ سطر ۱۹ کو۔ اب ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں۔ تو ان میں کفار کا دعوے ایسا بیان نہیں۔ جو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہوں ۔انتہیٰ) پس اصل عبارت جو اوراق خلافت کی ۱۹ وہ یہی ہے کہ " اب ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں تو ان میں کفار کا کوئی دعویٰ ایسا بیان نہیں جو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہوں " مگر ظاہر ہے کہ اس پر من عند اللہ کے ساتھ کوئی اعتراض ہو سکتا تھا۔ اور نہ کوئی اور۔ تو باوجودیکہ اصل حوالہ سامنے موجود ہے۔ محض اعتراض کرنے کی خاطر اس کو یوں بنا لیا کہ قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی کفار کا دعوے نہیں۔ پس یہ عبارت تو اصل اور جعل و افترا میں مشترک ہے کہ "کفار کا کوئی دعوے ایسا بیان نہیں جو وہ خدا کی طرف منسوب کرتے ہوں " لیکن اصل میں اس سے پہلے یہ عبارت ہے کہ " اب ہم ان آیات کو دیکھتے ہیں تو ان میں" اور امر دعویٰ کے جعل و افترا میں اس سے پہلے یہ ہے کہ " قرآن مجید میں کسی ایک جگہ بھی " اور ان دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اصل پر نہ تو من عند اللہ کے ساتھ اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور نہ کوئی اور اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور جعل پر ضرور بہ من عند اللہ کے ساتھ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ پس اگر اصل حوالہ یہاں پر لکھا ہوا نہ ہوتا یا پھر بھی اعتراض وارد ہو سکتا۔ جو کہ جعلی پر وارد ہوتا ہے تو پھر سہو کے عذر کی گنجائش ہو سکتی۔ لیکن اب اس کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ بس اب دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر ہوش و حواس قائم ہیں۔ تب تو یہ ایسا فسق ہے۔ جس سے مومن اور متقی اور شریف انسان تو کیا معمولی بے دین اور بدکار و بدکردار اور ادنیٰ اور متوسط درجہ کا شہدا بھی اس کی جرأت نہیں کر سکتا۔ بلکہ یہی اس کی جرأت کر سکتا ہے۔ جو بڑے درجہ کا

دھوکے باز کذاب و مفتری اور ایسا حد سے گذرا ہوا شہدا ہو جس کو نہ اپنی عزت کا کچھ خیال ہو۔ اور نہ لوگوں کی بدگوئی کی کچھ پروا ہو۔ اور یا پھر ایسا وہ کر سکتا ہے۔ جس کے ہوش و حواس ہی قائم نہ ہوں۔ اب میں جناب مولوی محمد علی صاحب کے جناب مولوی محمد احسن صاحب کے بیٹے سید محمد یعقوب صاحب کو توجہ دلاتا ہوں۔ وہ خدا کے لئے سوچیں۔ کیا ایسی باتوں کی اشاعت سے جناب مولوی صاحب کی فاضلانہ اور متقیانہ شان خاک میں نہیں ملائی جاتی۔ یا کیا جناب مولوی صاحب کی شان اس طرح پامال ہونے پر آپ کے دل میں ذرہ بھر بھی خیال نہیں آتا۔ کہ اپنی اغراض کے لئے ان کی عزت اور شہرت کو قربان کر رہے ہو۔ کیا آپ کی نظر میں ان کی اتنی بھی قدر و منزلت نہیں کہ آپ ان سے قربانی کے بکرے والا سلوک کر رہے ہیں۔ خدا کا خوف کرو اور ڈرو کہ تم پر یہ وقت نہ آئے۔ میں جناب مولوی محمد علی صاحب جناب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب و سید محمد یعقوب صاحب کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ صاحبان میری اس تحریر پر ضرور توجہ فرمائیں اور پہلے اخبار الفضل کو نکالکر دیکھیں۔ سو اگر ایسا ہی ہیں جیسا کہ میں نے لکھا ہے۔ تو پھر اس کو سوچیں کہ ایسا کرنا واقعہ میں کوئی بری بات ہے۔ اور علم و فضل اور تقوے و شرافت کے بالکل خلاف اور اسپر پانی پھیر دینے والا فعل ہے یا نہ۔ اگر ہے اور ضرور ہے۔ تو پھر اوراق خلافت کو نکالکر دیکھیں۔ اگر اس میں اس کے موافق پائیں۔ جو کہ مولوی صاحب نے متن میں لکھا ہے تو خیر۔ اور اگر اس کے موافق نہ پائیں۔ اور ہرگز نہ پائینگے۔ تو پھر مولوی صاحب سے دریافت کریں کہ آپ نے یہ کہاں سے لکھا ہے۔ اور اگر وہ اس کے جواب سے عاجز آ جائیں۔ اور ضرور آ جائینگے۔ اور مولویانہ ہیر و پھیر اور سہو و نسیان وغیرہ عذر شروع کر دیں۔ جو کہ یقیناً یہاں پر نہیں ہو سکتا تو پھر آپ یقین کرلیں کہ یا مولوی صاحب نے قادیان کے ساتھ ہی تقوے اور شرافت کو بھی جواب دیدیا اور یا ہوش و حواس نے ان کو جواب دیدیا ہے۔ اور دونوں باتوں سے کوئی بھی ہو تو ان کی اس حالت میں تحریریں آپ لوگوں کو کچھ فائدہ نہ دینگی۔ لیکن ان کی عزت اور شہرت کو خاک میں ملا دینگی۔ اور فرشتہ بننے بننے یہ ان کو ... ... اور شر من تحت ادیم السماء ثابت کر کے چھوڑینگی۔ اور پھر اس کو بھی ضرور سوچیں۔ کہ سید محمد احسن ہمیشہ تصنیف کرتا رہا۔ اور کبھی اس نے اس قسم کے کذب و بہتان اور افترا پردازی سے کام نہ لیا۔ لیکن کل وہ قادیان دارالامان سے پیٹھ پھیرتا ہے۔ اور آج وہ بات بات میں کذب و بہتان اور افترا پردازی سے کام لے رہا ہے۔ سو غور کیوں نہیں کرتے۔ یہ تو وہ بدکرداری ہے۔ جس سے شریر سے شریر اور کمینے سے کمینہ انسان بھی اپنی سوانح عمری کو اس کے دھبے سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ پس ایک مولوی اور سید صاحب اس کی کیوں پرواہ نہیں کرتا۔ کیا کذب و افترا کے ساتھ پہلے کوئی کامیاب ہوا ہے کہ اب اس کے ساتھ کامیابی حاصل ہو جاویگی۔ اور پھر خصوصاً اس قسم کے سفیہانہ افتراؤں سے (جو کہ محض اس غرض سے کئے جاتے ہیں کہ فریق ثانی کے سچے اور اصل قول پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ تو از خود ایک غلط بنا کر فریق ثانی کی طرف منسوب کر دیا جائے تاکہ اسپر اعتراض شائع کر سکیں) انسان کو بجائے کامیابی اور عزت کے ناکامی اور ذلت نصیب ہوا کرتی ہے ۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ العزیز)

مبایعین نائیجیریا کی تازہ فہرست

پیغام کے اخبار میں کسی دوسری جگہ ملک نائیجیریا کی جماعت احمدیہ کے سکرٹری صاحب کا ایک تازہ خط درج کیا گیا ہے۔ یہ جماعت جیسا احباب کو معلوم ہے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ خدا کے فضل و کرم سے قائم ہوئی ہے۔ اور بہ جوش جماعت ہے۔ تبلیغ احمدیت میں خوب کوشش اور سعی سے کام کر رہی ہے۔ مندرجہ ذیل احباب حال ہی میں اس کے ذریعہ داخل سلسلہ حقہ ہوئے ہیں۔ خدا ان کو استقامت بخشے۔ (ایڈیٹر)

(۱) محمد عباس صاحب الیگبا۔ گورنمنٹ افسر
(۲) حاجی عبد السلام ڈیویس ۔ تاجر
(۳) جبریر یڈمارٹین ۔ گورنمنٹ افسر
(۴) ساکا موسیٰ ۔ کلرک
(۵) ایس بی ۔ ونٹورا ۔ اکونٹنٹ (۶) یونس انیماشان تاجر
(۷) جے ۔ بی ٹلر ۔ تاجر (۸) محمد ایل اول تاجر
(۹) مولا باجی پیڈرو ۔ کلرک (۱۰) محمد الصدقی جادل گورنمنٹ افسر
(۱۱) حسین احمد ۔ گورنمنٹ افسر
(۱۲) ادیمیاں محمد ایل اول ۔ طالب علم